امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 7 مئی 2018ء بمطابق شعبان المعظم و رمضان المبارک 1439ھ شمارہ 3

الخندق آپریشن کی کامیابی اور نکولسن کا تاریخی جھوٹ

الخندق آپریشن کے اثرات

عید الفطر کی مناسبت سے

عالیقدر امیر المؤمنین شیخ الحدیث مولانا ھبت اللہ اخندزادہ صاحب حفظہ اللہ

کا پیغام

نیٹو ذمہ داری سے نہ بھاگے!

فی زمانہ مدارسِ دینیہ کا اصل مقصد کیا ہو؟

دمشق پر امریکی حملہ

امارت اسلامیہ اُمت کی خیرخواہ

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وآله وسلم قَالَ: نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا وَحَفِظَهَا وَبَلَّغَهَا. فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ. ثَلَاثٌ لَا يُغَلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَمُنَاصَحَةُ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِهِمْ فَإِنَّ الدَّعْوَةَ تُحِيْطُ مِنْ وَرَائِهِمْ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ وَابْنُ مَاجَه.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو شاداب اور تروتازہ رکھے جس نے مجھ سے حدیث سنی، اسے اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا، اسے اچھی طرح یاد کر لیا اور پھر اسے آگے پہنچایا۔ کیونکہ کئی حاملین فقہ اپنے سے زیادہ فقیہ تک بات پہنچاتے ہیں۔ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا: اول خالص اللہ کیلئے عمل کرنا، دوسرا مسلمان حکمرانوں کی بھلائی چاہنا (انہیں اچھی نصیحت کرنا) اور تیسرا مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ وابستہ رہنا، کیونکہ (مسلمانوں کی) دعا ان کے شاملِ حال ہوتی ہے۔

فرمان امیر المومنین شیخ الحدیث هبة الله اخندزاده حفظه الله

دشمن کی صفوں میں موجود افغان فوجیوں کو مطلع کرتے ہیں کہ تم لوگوں نے جس راستے کا انتخاب کر رکھا ہے، وہ دنیاوی اور اخروی زندگی کی ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے۔ تم استعمار کے زیر کمان اپنے مؤمن عوام کے خلاف لڑ رہے ہو۔ اگر اس راہ میں مارے جاتے ہو تو تمہاری موت خراب (مردود) ہے۔ اور اگر زندہ ہو اور اسے جاری رکھتے ہو تو ہر گزرتا لمحہ تمہارے گناہوں میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ تمہیں غاصبوں کے تسلط زدہ افغانستان کے دفاع اور سرحدوں کی حفاظت کے لیے جو نعرے یاد کرائے جاتے ہیں، وہ سب تمہیں فریب دینے کی خاطر ہے۔ اس لیے کہ جو افراد تم لوگوں کو تربیت یا اسلحہ فراہم کر رہے ہیں، انہیں افغانستان کی سرحدوں اور اس کے دفاع سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ اپنے آپ پر رحم کرو اور یقین کرو کہ امارت اسلامیہ تمہاری خیر خواہ ہے۔ ہمیں تم سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں ہے، بلکہ ہمارا تم سے تمہارے کردار سے اختلاف ہے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد ۷ / رجب المرجب ۱۴۳۹ / مئی ۲۰۱۸ / شمارہ ۳

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: شمس ابدالی

مجلس مشاورت

ملا اسد افغان — ہارون بلخی

اکرم تاشفین — محمد فرہاد جانباز

سیف العادل احرار

ڈیزائننگ: مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ: 30 روپے

سالانہ: 350 روپے

سالانہ زر تعاون

امریکا، آسٹریلیا، افریقا، یورپی ممالک: 40ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارت: 30ڈالر

بنگلہ دیش: 28ڈالر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

'ماہنامہ شریعت' امارتِ اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے۔ یہ امارت اسلامیہ کے رسمی 'میڈیا و ثقافتی کمیشن' کی جانب سے شایع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری اسلام و کفر کی کشمکش، سیاسی و جہادی واقعات و حالات اور ستم رسیدہ مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے انسانیت سوز مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس دروں

الخندق آپریشن کی کامیابی اور نکولسن کا تاریخی جھوٹ	2
عید الفطر کی مناسبت سے امیر المومنین حفظہ اللہ کا پیغام	4
نیٹو ذمہ داری سے نہ بھاگے!	7
دمشق پر امریکی حملہ اور ایرانی منافقت	8
الخندق آپریشن، ماہانہ رپورٹ	10
صوبہ فراہ کی فتح	12
مظلوم مدرسہ ہاشمیہ	13
فضائی حملوں میں شہری ہلاکتیں	14
الخندق آپریشن کے اثرات	16
انقلاب ثور کے چالیس سال بعد	17
اشرف غنی مسیلمہ کذاب کے وارث	18
القدس اور ٹرمپ	20
امارت اسلامیہ امت کی خیر خواہ	21
عفرین میں ترکی امریکا آمنے سامنے	22
8ثور ایک خوشیوں بھرا دن تھا	24
امارت اسلامیہ اللہ کا نور ہے	25
فی زمانہ مدارس دینیہ کا اصل مقصد کیا ہو؟	26
دہشت گرد امریکا	29
سانحہ قندوز اور قوم کی ذمہ داری	30
ذرا میڈیا سے سنبھل کر!	31
دنیا یہودی مظالم پر خاموش	32
سعودیہ اصلاحات یا یہود سے دوستی؟!	3
سانحہ قندوز کے بعد فتوحات کی نئی لہر	5
2017کی سیاسی و عسکری فتوحات	37
جنگی جرائم مارچ	40
افغانستان اپریل 2018 میں	42

Twitter: www.twitter.com/shariatmagazine1
Facebook: www.facebook.com/shariatmagazine
Web: www.alemarahurdu.com
E-mail: shariatmagazine@yahoo.com

الخندق آپریشن کی کامیابی اور نکولس کا تاریخی جھوٹ

امارت اسلامیہ افغانستان کی جناب سے ۲۵ اپریل کو الخندق کے نام سے شروع کئے جانے والا موسم بہار کا آپریشن سابقہ آپریشنز سے کئی گنا گرم ، تیز ، کامیاب ، پرامید اور اندرونی و بیرونی دشمن کے اوسان خطا کرنے والا آپریشن ہے۔یہی وجہ ہے کہ شیطان ٹرمپ اپنے فوجی کمانڈروں پر برہم ہے ، بڑے کھلے دل سے اپنی شکست تسلیم کرتا ہے اور بڑے واضح الفاظ میں اعتراف کرتا ہے کہ افغانستان میں مجاہدین کے مقابل میں جنگ ہارنے کی طرف جارہا ہے۔

نہتے افغانوں نے دنیا کی سب سے بڑی جنگی طاقت کے مقابلے میں ۱۷ برس تک اس خونی جنگ کو جاری رکھا، دشمن کے ڈرانے دھمکانے ،اور حد سے زیادہ ظلم وستم اور وحشت وسربریت بھی انہیں دشمن کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور نہ کرسکی۔ دنیا بھر کے ماہرین خاص طور پر عسکری امور کے ماہرین کے ہاں یہی اس بڑی قوت کی شکست اور افغانوں کی فتح عظیم ہے

خوشی اس بات پر ہے کہ بات صرف لڑائی کو طول دینے اور دشمن کے سامنے سرنگوں نہ ہونے کی نہیں بلکہ یہ ہے کہ ہمارا ہر نیا سال پچھلے سال کی بنسبت دشمن کے مقابلے میں فائدہ مند ' فتوحات سے بھرا اور امید افزاء ہوتا ہے۔

ٹرمپ کی نئی جنگی پالیسی کے پیش نظر افغانستان میں ہوائی حملوں اور گھروں پر چھاپوں میں تیزی اور شدت آگئی ہے اور دشمن کی وحشت انتہائی حدود سے تجاوز کر گئی جس کے نتیجے میں افغانوں کو بڑے جانی نقصانات سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن دشمن کی اس وحشت اور ظلم وسربریت نے افغانوں کے حوصلوں کو پست نہیں بلکہ مضبوط کیا ہے اور اندرونی اور بیرونی دشمن کے خلاف نفرت میں اضافہ کیا ہے۔اسی تناظر میں مجاہدین نے نئے آپریشن "الخندق" کا اعلان کیا جو کہ اللہ تعالیٰ فضل وکرم اور مدد سے انتہائی کامیاب وکامران جارہاہے۔جس نے دشمن کے اوسان خطا کردیئے ہیں۔

ملک کے جنوب، شمال، مشرق اور مرکزی صوبوں میں کئی اضلاع اور بڑے بڑے علاقے امارت اسلامیہ کے ہاتھ آگئے ہیں، بڑے بڑے جنگی مراکز فتح ہوگئے، مجاہدین کے ایک ایک حملے میں دشمن کے کئی چیک پوسٹس ختم ہوگئے۔ جس کی وجہ سے گزشتہ ڈیڑھ ماہ میں اتنا اسلحہ اور دیگر جنگی سازوسامان مجاہدین کے ہاتھ لگا ہے جو تقریبا ایک سال تک مجاہدین کے لئے کافی رہے گا۔

الخندق آپریشن کی تیزی اور ملک کے اطراف وجوانب تک وسعت محض دو تین دن کی بات نہیں تھی بلکہ یہ آپریشن آج بھی ہیں بلاتعطل بڑے جوش وخروش اور جذبہ کے ساتھ جاری ہے اور اکثر صوبوں کے گورنرز اپنے اپنے صوبوں کے اضلاع کی ایک بڑی تعداد کے بارے میں اعتراف کرتے ہیں کہ سقوط کے خطرہ سے دوچار ہیں اور اتنی طاقت نہیں رکھتے کہ مجاہدین کا مقابلہ کرسکیں۔

آنے والے صدارتی انتخابات کے لئے شہریوں کی رجسٹریشن کابل ادارے کے لئے انتہائی اہم مرحلہ تھا جسے وہ ہر قیمت پر کامیاب دیکھنا چاہتے تھے لیکن اس آپریشن کی وجہ سے دشمن اتنے بڑے خوف اور دہشت میں مبتلا ہے کہ اضلاع میں تو اس کے لئے دفتر کھولنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اکثر صوبوں کے مراکز میں جو دفاتر قائم ہوئے تھے وہ بھی مجاہدین کے ڈر سے اکثر بند ہوگئے ہیں۔

کٹھ پتلی ادارہ پہلے سے امارت اسلامیہ سے مذاکرات اور صلح کا خواستگار تھا ہی لیکن اس دفعہ تو انہوں نے موسم بہار کے نئے آپریشن کی ضربوں سے بچنے کے لئے بلاقید وشرط مذاکرات کی پیشکش کردی تھی لیکن امارت اسلامیہ نے اس بے اختیار ادارے کے ساتھ مذاکرت بے فائدہ جان کران کی پیشکش کو رد کردیا جس کی وجہ سے کابل حکومت کی امیدوں پر پانی پھر گیا

ناامیدی اور شکست کے اس عالم میں افغانستان میں نیٹو سربراہ جنرل نکولسن جو چند ہی دن میں ایک ناکام جنرل کی حیثیت سے افغانستان سے واپس جانے والا ہے نے کابل میں موجود اپنے دفتر سے پینٹاگان میں ذرائع ابلاغ کو انٹرویو دیتے ہوئے یہ تاریخی جھوٹ بول دیا کہ " طالبان کے ساتھ صلح کی خفیہ باتیں جاری ہیں ، اب طالبان بھی جنگ ختم کرنے کے خواہشمند ہیں اور ایسا دکھائی دیتا ہے کہ طالبان کے اہم رہنما صلح کے لئے تیار ہوجائیں، صلح کے لئے جاری اس خفیہ تگ ودود میں بعض نامعلوم افراد، بیرونی ممالک اور افغانستان کے ساتھ تعلق رکھنے والے ادارے اور لوگ شامل ہیں۔

امارت اسلامیہ نے افغانستان پر حملے سے قبل مذاکرات کی میز پر مسائل کے حل کے لئے جوبات کی تھی آج بھی اپنے اس معقول موقف پر قائم ودائم ہے۔امارت اسلامیہ نے اپنا موقف ڈنکے کی چوٹ پر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے،اپنے موقف سے دنیا کو خبردار کرنے، ضروری مسائل پر بات چیت کرنے اور مغربی منفی پروپگنڈہ کی حقیقت سے دنیا کو آگاہ کرنے کے لئے امارت اسلامیہ نے قطر میں اپنا دفتر کھول لیا ہے۔

امارت اسلامیہ کے رہنماؤں میں جنگ روکنے کی خواہش آج پیدا نہیں ہوئی بلکہ وہ جنگ سے پہلے بھی یہاں جنگ کے خواہاں نہیں تھے، طالبان کیونکر اپنے وطن میں ایک ایسی جنگ کی خواہش کریں گے جو بڑے بڑے جانی ومالی نقصانات کا باعث ہو۔ یہ تو امریکی تھے جنہیں جنگ اور افغانستان پر حملے کے علاوہ کچھ بھائی نہیں دے رہا تھا اور بالآخر افغانستان پر جنگ کو مسلط کرکے ہی چھوڑا۔ تو امارت اسلامیہ بھی "تنگ آمد بجنگ آمد" کے مصداق اپنے دین، وطن، عزت اور جان ومال کی حفاظت کی خاطر میدان کارزار میں کود پڑا۔

مذاکرات کا عمل کوئی ایسا عمل نہیں جس سے امارت اسلامیہ انکار کرے جس کی وجہ سے بعض رہنما خفیہ طور پر اس کے لئے کوششیں کریں، نہ امارت اسلامیہ کے افراد اپنے اہداف سے بے وفائی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور نہ ہی اس بات کے لئے تیار ہیں کہ اس کام کو خفیہ طور سے انجام دیں۔

ہاں یہ ہے کہ امارت اسلامیہ مذاکرت کے نام پر نہ دشمن کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے اور نہ ہی اس نام سے ملک اور بیرون ملک بدنام ہونا چاہتا ہے، دشمن کے خلاف اپنی ۱۷ سالہ جہادی کامیابی کو ہاتھ سے دینا چاہتا ہے نہ ہی اپنا قیمتی وقت ضائع کرنے کی موڈ میں ہے اس لئے وہ صرف ایک بااختیار قوت کے ساتھ مذاکرات کے لئے تیار ہے اور مذاکرت کے لئے شرائط بھی پیش کرتا ہے۔

جنرل نکولسن افغانستان میں امریکی اور نیٹو افواج کے ایک ایسے ناکام سربراہ کی حیثیت سے فارغ ہونے والا ہے جس کے ہاتھ میں کوئی بھی کامیابی نہیں، اس لئے وہ جاتے جاتے اس کوشش میں ہے کہ کوئی کامیابی دکھاسکے لیکن اس کی بدقسمتی ہے کہ وہ اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوسکتا اس لئے دنیا اندھی نہیں کہ اس کی بے سروپا اور مجہول باتوں پر یقین کرلے۔ آج بھی اگر اس سے پوچھا جائے کہ خفیہ طور پر صلح کی کوشش کرنے والے یہ لوگ کون ہیں؟ تو یقینا وہ نہیں بتا پائے گا۔

امریکی جنرلز کو اب یہ بات جان لینی چاہئے کہ اب مزید ان کا جھوٹ کام نہیں دے سکے گا، اور تو اور خود امریکی صدر اب ان کی جھوٹ پر اعتماد کو تیار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ ماہ کی ۱۹ تاریخ کو وائٹ ہاؤس میں افغانستان کے حوالے سے منعقدہ ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ٹرمپ نے کہا کہ امریکہ افغانستان جنگ ہار رہا ہے۔ ٹرمپ نے اپنے خطاب میں افغانستان میں تعینات جنرلز پر سخت اعتراضات کئے ہیں، اور جنرل نکولسن کی برطرفی کا مطالبہ بھی کیا ہے، اس لئے کہ جنگ جیت نہیں سکا ہے۔ ٹرمپ نے افغانستان کے نقشے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ طالبان دن بہ دن آگے بڑھتے ہی جا رہے ہیں، ہم جنگ ہارنے کے مرحلے میں ہیں۔

ٹرمپ نے بجا اعتراف کیا ہے لیکن چاہئے تھا کہ واضح الفاظ میں یہ بات مان لیتے کہ یہاں صرف جنرل نکولس نہ بلکہ پوری نیٹو اور امریکہ ناکام ہے۔ لیکن امید ہے کہ ان شاء اللہ الخندق آپریشن کی برکت سے عنقریب ٹرمپ یہ اعلان بھی کرلے گا۔ بہتر یہی ہوگا کہ یہ اعلان جلد ہی کرلے تاکہ فرار کے محفوظ راستے سے ہاتھ دھونا نہ پڑے اگر ایسا نہ ہوا تو پھر فرار کے لئے محفوظ راستہ مانگے گا لیکن ملے گا نہیں۔

عید الفطر کی مناسبت سے عالی قدر امیر المؤمنین شیخ الحدیث مولوی ہبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ کا پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن سيدنا ونبينا محمداً عبده ورسوله، صلى الله عليه وسلم، وعلى آله وأصحابه، ومن سار على نهجه وتمسك بسنته إلى يوم الدين، وبعد!

قال الله تعالى: وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا۔ (الاحزاب 22)

قابل احترام مسلمانو، مؤمن ہم وطنو اور مجاہدین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے آپ حضرات کو عید سعید الفطر کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

عید مبارک ہو! اللہ تعالی آپ کے روزے، عبادات اور تمام اعمال حسنہ قبول فرمائیں۔ آمین

عید کی خوشیوں میں حالیہ جہادی فتوحات کی مبارک باد بھی پیش کرتا ہوں۔ الخندق آپریشن کے آغاز سے افغانستان کے مختلف علاقوں میں متعدد ضلعی مراکز اور وسیع علاقے مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالی نے امارت اسلامیہ کو دشمن کے حملوں کے خلاف ثبات اور استقامت نصیب فرمائی۔ جارح امریکا کی ظلم و درندگی سے بھرپور پالیسی ناکام بنادی ہے۔ اللہ تعالی مؤمن عوام اور مجاہدین کی جدوجہد، قربانی اور تمام شہداء کی شہادتوں کو قبول فرمائیں۔ زخمیوں کو شفائے کاملہ وعاجلہ اور قیدی مجاہدین کو نجات اور آزادی عطا فرمائیں۔ آمین یارب العالمین

مسلمان بہن بھائیو!

استعمار کے خلاف ہمارا جہاد دین، عقل اور انسانی قوانین کے تمام معیارات پر پورا اترتا ہے۔ ہمارے مقصد کا خلاصہ یہ ہے کہ ہماری مسلم قوم اپنے اسلامی نظریے کے مطابق اسلامی نظام کے زیر سایہ آزادانہ زندگی گزار سکے، مگر وقت کے جابر امریکی طاغوت اور اس کے حواری چاہتے ہیں کہ وہ ہم پر اپنا نظریہ مسلط کردیں۔ ہمارے خطے کو ایک فوجی اڈے کے طور پر استعمال کرے۔ ہم سے زندگی کا بنیادی حق 'آزادی' چھین لے۔

امریکا افغانوں کو کچلنے میں کسی ظلم اور قساوت قلبی سے دریغ نہیں کرتا۔ ہمارے گاؤں، شہروں، مساجد، مدارس اور دیگر تقریبات پر بمباری کی جاتی ہے۔ شہریوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ انہیں گھربار چھوڑنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ ہزاروں افغانی عقوبت خانوں میں وحشت ناک تشدد کا سامنا کر رہے ہیں۔ استعمار نے خود کو ہر قسم کی عدالتی کارروائی سے مستثنی قرار دے کر رکھا ہے۔ جس سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں استعمار افغانستان میں فتنہ، بداخلاقی، تعصب اور تنازعات کو بھی جنم دینا چاہتا ہے۔ ہمارے خطے کے قیمتی ذخائر لوٹے جا رہے ہیں۔ اپنے استعماری اہداف کے حصول کے لیے یہاں نئے جنگی گروہوں کو منظم کر رہا ہے۔ اس کی کوشش ہے کہ ہمارے ملک کو تمام خطے اور ہمسائیہ ممالک کے خلاف ایک مخالف محاذ کے طور پر استعمال کرے۔ اگر امریکی استعمار کی اس خطرناک پالیسی کو نافذ العمل ہونے کے لیے چھوڑ دیا جائے تو تمام خطہ اور خاص کر افغانستان اور افغان عوام ایسے مسائل اور رنجشوں میں الجھ جائیں گے، جن سے نجات کا کوئی راستہ نہیں ہوگا۔

ان تمام مصائب سے چھٹکارے کا واحد حل یہ ہے کہ امریکا اور دیگر غاصب افواج افغانستان سے نکل جائیں۔ یہاں افغان عوام کی امنگوں کے مطابق اسلامی اور خودمختار نظام قائم ہونے دیا جائے۔ ہمارا جہاد اسی ہدف کے لیے شروع ہوا ہے اور اسی مقصد

تک پہنچنے کے لیے ہم نے مسلح جہاد کے ساتھ ساتھ افہام و تفہیم اور مذاکرات کے دروازے بھی کھلے رکھے ہیں۔ اس سلسلے میں امارت اسلامیہ کا قطر میں موجود سیاسی دفتر واحد ذریعے کے طور پر سر گرم عمل ہے۔

اگر امریکی حکام افغان تنازع کے پر امن حل پر یقین رکھتے ہیں تو انہیں براہ راست مذاکرات کی میز پر آنا چاہیے۔ تاکہ جارحیت کے اس المیے کو ختم کیا جاسکے، جس کا بڑا نقصان افغان اور امریکی عوام کو پہنچ رہا ہے۔

امریکی حکام کی بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ وہ ہر معاملے میں طاقت کا استعمال عمل میں لاتے ہیں۔ جب کہ ہر جگہ طاقت نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتی۔ ہمیں بطور ایک مسلمان یہ حق حاصل ہے کہ ہر ممکن جائز طریقے سے غاصبوں کو اپنے ملک سے نکال کر دم لیں۔ اگر کل برطانوی استعمار اور سوویت یونین کے خلاف ہمارا جہاد جائز اور برحق تھا تو آج امریکی قبضے کے خلاف بھی ہمارا جہاد ویسے ہی جائز اور برحق ہے۔ اس بات کی کوئی تک نہیں ہے کہ کل کی بیرونی جارحیت کو ناجائز اور آج کی جارحیت کو تسلیم کر لیا جائے۔

دنیا اور افغانستان کے علمائے کرام کو میرا خصوصی پیغام یہ ہے کہ امریکا اور اس کے حواری تقریبا دیگر تمام شعبوں میں شکست کھا چکے ہیں، اب وہ کوشش کر رہے ہے کہ علمائے کرام کے نام سے ناجائز فائدہ اٹھایا جائے۔ ان کی حیثیت اور بے داغ تاریخ داغ دار کر دی جائے۔ مؤمن عوام کے دلوں اور ذہنوں سے ان کا مقام اور وقار ختم کر دیا جائے۔ علمائے کرام کو بہت ہشیار رہنا چاہیے۔ خدانخواستہ دشمن کسی بھی ملک میں منعقدہ اجلاس میں ان کی شرکت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھالے۔ یقینا اس کا نقصان سرزمین اسلام کی آزادی کی کے لیے کی جانے والی کوششوں کو پہنچے گا۔ کیوں کہ دشمن اس جہاد کو افغانستان کی باہمی خانہ جنگی باور کرانا چاہتا ہے۔

اے افغان مجاہد عوام!

غاصب دشمن تمہارے مقابلے کے ہر محاذ پر شکست سے دوچار ہے۔ دشمن نے صرف میڈیا کے ذریعے مجاہدین کے خلاف پروپیگنڈے کے سلسلے کو ہوا دی ہے۔ وہ کبھی مجاہدین کو دہشت گرد کہتا ہے۔ کبھی ان کی برحق دفاعی مزاحمت کو مختلف غلط اور بے بنیاد نام دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مجاہدین تمہارے بھائی اور بیٹے ہیں۔ تمہارے دین اور ملک کے محافظ ہیں۔ اگرچہ دشمن کا حامی میڈیا جو بھی کہتا رہے، مگر تمہیں تو حقیقت بخوبی معلوم ہے۔ اس لیے دشمن کے پروپیگنڈے پر یقین مت کریں۔ اپنے حواس اور علم پر اعتماد کریں۔ امارت اسلامیہ صرف یہ چاہتی ہے کہ آپ کی زندگی قرآن کریم کی ہدایات سے منور ہو جائیں۔ معیاری تعلیم، شرعی نظام، آزادی، وقار، سربلندی اور پرامن زندگی میسر ہو جائے۔ آئندہ نسلیں کفریہ جارحیت کے تباہ کن اثرات سے محفوظ رہ سکیں۔ ہم دینی اور عصری علوم کو افغان معاشرے کی کامیابی کے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔

ہم نے اللہ تعالی کی نصرت سے اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں مثالی امن وامان قائم کیا ہے۔ حسب توفیق وامکانات عوام کے آرام، تعلیم اور ترقی کے لیے اقدامات کیے ہیں۔ مستقبل کے بارے میں اہل وطن کو تسلی دیتے ہیں کی ان شاء اللہ ملک کا مستقبل دین کی روشنی اور آزادی کے نور سے جگمگائے گا۔ امارت اسلامیہ کی کوشش ہے کہ افغان عوام اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ عوام کو روزگار ملے۔ مقامی معیشت ترقی کرے۔ عوام کو اپنے ہی ملک میں رزق حلال کمانے کے امکانات میسر ہو جائیں۔ ہم تمام مالی طور پر مستحکم حضرات، تاجر اور کاروباری برادری کو متوجہ کرتے ہیں کہ تمام افغانستان خاص کر مجاہدین کے زیر کنٹرول علاقوں میں زراعت اور اس سے متعلقہ امور کو ترقی دیں۔ کارخانوں کا قیام اور فیکٹریوں کی تنصیب عمل میں لائیں۔ امارت اسلامیہ ان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرے گی۔

امارت اسلامیہ کے نزدیک شہری نقصانات کا موضوع بہت اہم اور بنیادی معاملہ ہے۔ وہ اپنے عوام کو تسلی دیتی ہے کہ شہری نقصانات کی روک تھام کے لیے بھرپور کوشش کی جارہی ہے۔

اسلام میں بے گناہ مسلمان کا قتل شرک کے بعد دوسرا عظیم گناہ ہے۔ کوئی اہل ایمان نہیں چاہتا کہ اس سے ایسا گناہ سرزد ہو۔ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے اللہ تعالی کی رضا کی خاطر جہاد کی پرمشقت زندگی قبول کی ہے۔ وہ کبھی بھی شعوری طور پر ایسا کام نہیں کرتے، جو اللہ تعالی کی سخت ناراضی کا سبب بنتا ہو۔ البتہ شہری ہلاکتوں کے معاملے میں حقیقت یہ ہے کہ ایسے بیشتر سانحات استعمار یا اس کے گروہوں کی جانب سے جان بوجھ کر پیش آتے ہیں۔ اس سے استعمار کا مقصد یہ ہے کہ جہادی

کارروائیوں کو کمزور اور بدنام کیا جاسکے۔ استعمار ہی شہری ہلاکتوں کے مرتکب افراد کی فنڈنگ کرتا ہے۔ عوام کو ہشیار رہنا چاہیے کہ ہر حادثے کی گہرائی پر گہری نظر رکھا کریں۔ دشمن کے پروپیگنڈے کا شکار نہ ہوں۔

ہم دشمن کی صفوں میں موجود فوجیوں، عوام، حکام اور تمام کارکنوں کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ تم اسی سرزمین اور عوام کے فرزند ہو۔ تمہارے آباءواجداد مسلمان اور قرآن و اسلام کے پیروکار تھے۔ آپ کے لیے کسی طور جائز نہیں کہ اپنے مجاہد عوام کے خلاف ان غاصبوں کے زیر کمان لڑو۔ وہ ہمارے اسلام اور قرآن کے شدید دشمن ہیں۔ انہوں نے ہمارے ملک پر قبضہ کرر کھا ہے۔ وہ ہمارے عوام پر مظالم ڈھا رہے ہیں۔

تمہارے خلاف ہماری مخالفت صرف اسی وجہ سے ہے۔ اگر تم استعمار کی حمایت سے دست بردار ہو جاؤ تو ہمارے بھائی قرار پاؤ گے۔ جس طرح مجاہدین افغانستان کے طول و عرض میں دشمن کی صفوں سے علیحدہ ہونے والے فوجیوں کو خوش آمدید کہتے ہیں، ان کے جنگی قیدیوں کا علاج اور حفاظت کرتے ہیں، وہ تمہیں بھی جان و مال کا امن دیں گے۔ امریکی حمایت میں قتل ہونے سے پہلے آپ بھی اپنی دنیوی واخروی نجات کے لیے غور و فکر کریں۔ بہتر یہ ہے کہ خود کو استعمار کی صف سے علیحدہ کر لیں۔

امریکا کی جانب سے اپنا سفارت خانہ بیت المقدس شہر میں منتقل کرنا وہ اقدام ہے، جس نے اسلام، امت مسلمہ اور اسلامی شعائر سے امریکی حکام کی دشمنی مزید واضح کردی ہے۔ ہم اس اقدام کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے قبلہ اول (مسجد الاقصی) کے تنازع کو امت مسلمہ کا تنازع سمجھتے ہیں۔ بیت المقدس شہر کو عالم اسلام کا ناقابل قطع حصہ سمجھتے ہیں۔

آخر میں مجاہدین اور مقامی عہدے داروں کو ہمارا یہ پیغام ہے کہ اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے اور بھرپور اخلاص سے ادا کریں۔ افغانستان کے جن علاقوں میں مجاہدین کی انتظامی سرگرمیاں جاری ہیں، وہاں مجاہدین کے لیے بڑی آزمائش یہ ہے کہ کیا وہ اب بھی دین کے مطابق عوام کی خدمت کرتے اور اسلامی عدالت کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں؟!

ہم سب اللہ تعالی کے ہاں جواب دہ ہیں۔ ہر کسی سے اس کی ذمہ داری اور ماتحت رعایا سے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔ اللہ تعالی خبیر اور ہر چیز کے جاننے والے ہیں۔ ہمارا معاملہ اللہ تعالی سے ہونا چاہیے۔ ہم صرف اللہ تعالی کی رضا کی خاطر مخلوق کی خدمت احسن طریقے سے انجام دیں۔ عوام کے معاملات میں ساتھ حسن سلوک، نرم اخلاق، تواضع اور حلم کو اپنی عادت بنانا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ سے فرمایا:

إتق الله حيثما كنت، إتبع السيئة الحسنة تمحها و خالق الناس بخلق حسن. رواہ ترمذی۔

ترجمہ: جہاں بھی ہو، اللہ سے ڈرتے رہو۔ گناہ (ہو جائے تو اس) کے بعد نیکی کر لیا کرو۔ وہ (نیکی گناہ کو) مٹا دیتی ہے۔ لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے معاملہ کرو۔

تمام ذمہ داران کو چاہیے کہ عوام کی خدمت اور رعایا کے حقوق کو پہنچانے کی اپنی ذمہ داری سمجھیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: **الا كلكم راع و كلكم مسئول عن رعيته، فالإمام راع وهو مسئول عن رعيته، والرجل راع في أهله وهو مسئول عن رعيته.** (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: تم میں سے ہر فرد ایک طرح کا حاکم ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہوگا۔ پس بادشاہ حاکم ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہوگا۔ ہر انسان اپنے گھر کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔

آخر میں ایک بار پھر عید سعید الفطر کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میرا تمام مجاہدین اور عوام سے مطالبہ ہے کہ گاؤں اور پڑوس کے غرباء، یتیم، بیوہ، لاچار مسلمانوں اور قیدی حضرات کے خاندانوں کو عید کی خوشیوں میں فراموش نہ کریں۔ ان کے ساتھ تعاون کریں، تاکہ وہ بھی عید منا سکیں اور خوشیوں کے اس موقع سے محروم نہ رہ جائیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولوی ہبۃ اللہ اخندزادہ

زعیم امارت اسلامیہ افغانستان

نیٹو ذمہ داری سے نہ بھاگے!

موسیٰ فرہاد

امریکا کے جنگی حلیف نیٹو کے چند روز قبل برسلز میں منعقد اجلاس میں سیکرٹری جنرل ینس اسٹولن برگ نے افغان صورت حال بارے بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ 'ہم کوشش کریں گے کہ افغانستان میں اتحادی فوج کی تعداد میں مزید اضافہ کر سکیں۔' انہوں نے اس اعلان کے ساتھ ہی امارت اسلامیہ کو مخاطب کر کے کہا کہ 'افغانستان میں امن لانا اب امارت کی ذمہ داری ہے۔'

ینس اسٹولن برگ کا مطلب یہ تھا کہ امریکی قیادت میں جنگ جاری رکھنا نیٹو کی ذمہ داری ہے، جب کہ امن کا قیام امارت اسلامیہ کا مسئلہ ہے۔ نیٹو اجلاس کا ایجنڈا یہ تھا کہ کابل کٹھ پتلی حکومت کے ساتھ عسکری تعاون میں اضافہ کیا جائے۔ اسے ہر قسم کا فوجی ساز و سامان فراہم کیا جائے۔ اس دوران امارت سے قیام امن کا مطالبہ بھی جاری رہے۔' ان متضاد رویوں سے ایک بچہ بھی یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ امریکا اور نیٹو افغانستان میں امن نہیں چاہتے۔ اگرچہ حملہ آوروں کا حسب سابق یہ اجلاس بھی بغیر نتیجہ ختم ہوا، لیکن ایک بات واضح ہے کہ نیٹو افغانستان میں اپنی بھاری ذمہ داری سے راہ فرار اختیار کرنے کی تلاش میں ہے۔ وہ اپنے استعماری مقاصد کے لیے افغان عوام کے انسانی حقوق کا خیال رکھتا ہے، نہ ہی بین الاقوامی قوانین کی پاس داری کرتا ہے۔

چوں کہ یہ جنگ امریکا اور نیٹو نے شروع کی ہے، لہٰذا اس کا خاتمہ بھی انہی کی ذمہ داری ہے۔ افغانستان میں 17 سالہ جنگ کے دوران کتنی تباہی ہوئی اور کتنے لوگ لقمہ اجل بنے۔ اس کی ذمہ داری قابض قوتوں پر عائد ہوتی ہے۔ نیٹو اپنی ذمہ داری سے بھاگنے کی ناکام کوشش نہ کرے۔ دنیا جانتی ہے کہ امریکا اور نیٹو نے کس مقصد کے لیے افغانستان پر حملہ کیا؟ اس نے سترہ برس سے افغانستان پر ناجائز قبضہ جما رکھا ہے۔ یہاں کشت و خون کا بازار گرم ہے۔ حملہ آور بظاہر امن کی باتیں کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جنگ جاری رکھنا ان کی مجبوری بن چکی ہے۔ اسی لیے فوجی تعداد بڑھانے اور جنگی وسائل میں اضافے کے اعلانات کر رہے ہیں۔ جب کہ فضائی حملوں میں بھی تین گنا اضافہ ہوا ہے۔ مقدس مقامات، مساجد، دینی مدارس، شہری اور نجی املاک، بازار، باغات، کھیت، صحت کے مراکز اور دیگر عوامی افادیت کے حامل مقامات کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔

کچھ عرصہ قبل ٹرمپ نے ٹویٹر پر اعلان کیا کہ 'امریکی فوج کو افغانستان میں مشکوک افراد کو نشانہ بنانے کی بھی اجازت ہے۔ امریکی فوجی شک کی بنیاد پر بھی فوجی آپریشن کر سکتے ہیں۔ وہ شہریوں کی ہلاکتوں کی پروا نہ کریں، مجاہدین اور ان کے رشتہ داروں اور خاندان کو بھی نشانہ بنائیں۔' ٹرمپ کا یہ اعلان کوئی حادثاتی یا جذباتی پیغام نہیں ہے۔ یہ ان کی حکمت عملی کا ایک اہم حصہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ٹرمپ نے ایک ویڈیو دیکھنے کے بعد یہ اعلان کیا ہے۔ ویڈیو میں ایک گھر پر امریکی فوج نے چھاپہ مارا اور دروازے پر کچھ انتظار کیا۔ ایک مشکوک شخص گھر سے باہر نکلا۔ ٹرمپ نے یہ ویڈیو دیکھنے کے موقع پر کہا کہ امریکی فوج کو انتظار کیوں کرایا جا رہا ہے؟ اس گھر کے تمام افراد کو مار دینا چاہیے یا گرفتار کرنا چاہیے۔

امریکا کے افغان قوم سے متعلق ارادے اور عزائم خطرناک ہیں۔ وہ امن مذاکرات پر یقین نہیں رکھتا۔ وہ جنگ جاری رکھنے کے حق میں ہے۔ افغان قوم کو یقین ہے کہ افغانستان میں جنگ نیٹو اور امریکا نے شروع کی ہے۔ وہی اس جنگ کو ختم کرنے کے مجاز ہیں۔ وہ اس سنگین جرم اور ذمہ داری سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے۔ وہ جنگ جاری رکھنے کی تیاریوں میں مصروف ہیں جب کہ نعرے امن کے لگاتے ہیں۔

دنیا اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ اگر امریکا اور نیٹو جنگ ختم کرنا چاہتے ہیں تو اپنی فوج افغانستان سے نکالیں۔ جنگ اسی دن ختم ہو جائے گی۔ افغانستان میں جنگ امریکا نے شروع کی ہے اور اس کا خاتمہ بھی امریکا اور نیٹو کی ذمہ داری ہے۔

دمشق پر امریکی حملہ اور ایرانی منافقت

حسن زوی

ہم جانتے ہیں اسلام کے خلاف مغرب خصوصاً امریکا کی پالیسیاں مستقبل بعید تک طویل دورانیے کی ہوتی ہیں۔ حکمرانوں کے بدلنے سے ان کی پالیسیوں پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جارج واکر بش ہوں، بل کلنٹن ہوں، جارج ڈبلیو بش ہوں، بارک اوباما ہوں یا ڈونلڈ ٹرمپ، کوئی بھی اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے دشمنی پر مبنی اپنی پالیسی میں تبدیلی نہیں لاسکتا۔ اگر دیکھا جائے تو نئے صدر نے سابق صدر سے زیادہ اپنی دشمنی کا اظہار کیا ہے۔

افغانستان اور عراق کی تباہی ہو، صومالیہ، یمن اور شام کی بربادی ہو یا فلسطین، کشمیر، برما اور وسطی افریقا میں مسلمانوں کا بہتا خون... سب کے حوالے سے امریکا کی پالیسی ایک ہے۔ ہدف تک پہنچنے سے پہلے اس میں کوئی تبدیلی نہیں لائی جاتی۔ شام گزشتہ 7 سال سے عالمی قوتوں کی جانب سے قتل و قتال کا بڑا میدان بن چکا ہے۔ بشار الاسد کے شانہ بشانہ روس کھڑا ہے۔ اس کے بھی کچھ مخصوص مقاصد ہیں۔ اس کے مقابلے میں امریکا اور اس کے مغربی اتحادیوں کے بھی مخصوص اہداف ہیں۔ انہی اہداف کے حصول کے لیے اس جنگ میں ہر ایک اپنی مداخلت جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس مداخلت کا مقصد ہرگز شامی مسائل کا حل نہیں ہے۔ شامی مسئلے کے حل کے لیے عالمی سطح پر جس فورم پر بھی بات ہوتی ہے، اس کا کوئی نتیجہ اس لیے نہیں نکلتا کہ عالمی طاقتیں حل چاہتی ہی نہیں ہیں۔ ستم یہ کہ وہ اس جنگ کو مزید طول دینا چاہتی ہیں۔

> دنیا بھر کے تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ ایک بار پھر سرد جنگ کے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ جب کہ اقوام متحدہ کے سربراہ انتونیو گرتیری نے کہا ہے کہ شام میں خطرہ بڑھ رہا ہے۔ ایک بار پھر سرد جنگ کی حالت بن چکی ہے۔ جنگ گرم ہے یا سرد، عالمی کفریہ طاقتیں بہت خوشی سے اس جانب جارہی ہیں۔ کیوں کہ جنگ کا میدان اسلامی دنیا ہے۔ غاصب قوتوں کا اسلحہ فروخت ہو رہا ہے۔ اسلحے کے تجربات کیے جارہے ہیں۔ مسلمانوں کے شہر، دیہات اور گھر تباہ ہو رہے ہیں۔ مسلمان ہی ہجرت اور دربدری پر مجبور ہیں۔ مسلمانوں کی زمینیں ہی غصب کی جارہی ہیں۔ مسلمانوں کے وسائل پر قبضہ کیا جارہا ہے۔

بشار الاسد کی جانب سے شام کے شہر دوما پر حالیہ کیمیائی حملے کے بعد امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا کہ ہم بہت باریک بینی سے ان حملوں کا جائزہ لیں گے۔ بہت جلد فیصلہ کریں گے کہ بشار الاسد اور اور ان کے حامیوں کو ان حملوں کے مقابلے میں کیا جواب دیا جائے۔ 13 اپریل 2018 کو ٹرمپ کے حکم کے مطابق امریکی فوج نے حمص میں اسلحہ ڈپو، دمشق کے شمال مشرق میں ایک فوجی تحقیقاتی مرکز اور دارالحکومت دمشق کے چاروں طرف فوجی مراکز کو نشانہ بنایا۔ اس طرح ٹرمپ کی جانب سے دی گئی دھمکی کو عملی شکل مل گئی۔ مسلمانوں کے 'ہمدرد' ٹرمپ نے بشار الاسد سے کیمیائی حملے میں شہید ہونے والے مظلوم مسلمانوں کا انتقام فوج کی خالی کردہ عسکری عمارتوں کو تباہ کرکے لے لیا!؟ امریکا کی جانب سے ایسا ہی شدید ردعمل سامنے آنے کا امکان تھا۔ اس لیے بشار الاسد نے اپنی ساری فوج چھاؤنیوں سے نکال کر ادھر اُدھر پھیلا دی تھی۔ اپنے سارے جنگی طیارے اور اہم عسکری وسائل لاذقیہ، طرطوس اور حمیمیم کے علاقوں میں روسی فوجی اڈوں تک پہنچا دیے تھے۔ بشار الاسد جانتا تھا کہ امریکا اور اس کے اتحادی روس کے ان فوجی اڈوں کو نشانہ بنا سکتے ہیں اور نہ ہی ایسا کوئی ارادہ ہے۔ اگر امریکا روسی اڈوں کو نشانہ بنائے بھی تو روس اپنے ایس 400

میزائل سے امریکی طیاروں کو نشانہ بنائے گا۔

بہت سے تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ روسی اڈوں پر امریکی حملے اور روس کی جانب سے دفاعی اقدام کے سلسلے میں امریکی طیاروں کو گرانا دو سپر طاقتوں کے درمیان جنگ کا باعث بن سکتا ہے۔ اس لیے امریکا اس سے احتراز کر رہا ہے۔ مغرب جانتا ہے کہ حالیہ حملے غیر مفید تھے۔ فوجیوں اور فوجی وسائل سے خالی عمارتوں کو تباہ کرنے کے علاوہ اس کا کوئی خاص فائدہ نہیں تھا۔ جب تک بشار الاسد خود کو روس کے پروں کے نیچے محفوظ رکھے ہوئے ہے، بات یوں ہی بے نتیجہ رہے گی۔ شاید امریکا بشار الاسد کی فوجی کمان کا مرکز تباہ کرنا چاہتا ہے۔ اگر امریکا ایسا کرلے تو اس سے دشمن کے خلاف روس، ایران اور بشار الاسد کی مشترکہ کارروائی کو شدید نقصان پہنچے گا۔ اس لیے یہ بات یقینی ہے کہ امریکا کے ایسے اقدامات روس کے لیے ناقابل برداشت ہوں گے۔ اس لیے امریکا ایسے اقدامات کی طرف نہیں جاتا۔

شامی صدر نے ان حملوں کے جواب میں رد عمل دیتے ہوئے کہا کہ "شام پر امریکا اور اس کے اتحادیوں کا حملہ عالمی اصولوں کی واضح مخالفت ہے۔ جب ہمارے مقابلے میں دہشت گرد شکست کھا گئے تو امریکا، برطانیہ اور فرانس نے مداخلت شروع کردی۔ یہ لوگ اپنی اس جارحیت میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔

روسی صدر ولادیمیر پوٹن نے بھی شام پر امریکی حملے کی مذمت کی۔ اسے شام پر زیادتی قرار دیتے ہوئے کہا کہ وہ بہت جلد اس حوالے سے اقوام متحدہ کا اجلاس بلائیں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ دوما پر شامی حکومت کا کیمیائی حملہ محض ایک ڈرامہ اور شام پر حملے کا بہانہ تھا۔

امریکا میں روسی سفیر اناطولی انوتوف نے کہا ہے کہ ہمارے خدشات اب سچ ہو کر سامنے آ رہے ہیں۔ سب کچھ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہو رہا ہے۔ ہم ایک بار پھر ایک خطرناک حالت کی جانب جا رہے ہیں۔ ہمارے ملک نے بہت پہلے کہہ دیا تھا کہ ایسے حالات کے ذمہ دار واشنگٹن، لندن اور پیرس ہوں گے۔ انہوں نے ہماری تنبیہ نظر انداز کردی۔ روسی صدر کی توہین قابل برداشت نہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ امریکا کے پاس اسلحے کے سب سے بڑے ذخائر ہیں۔ اخلاقاً امریکا کو یہ حق حاصل نہیں کہ اس حوالے سے دوسروں پر تنقید کرے۔ ایران کے شیطانی سربراہ خامنہ ای نے بھی اس حملے کی مذمت کی۔ اس نے امریکی حملے کو جرم قرار دیا اور کہا کہ فرانس اور امریکا اور برطانیہ پہلے سے مجرم ہیں۔ حالانکہ ایران وہ بزرگ شیطان ہے، جو خود عرصہ دراز سے مسلمانوں کا خون پی رہا ہے۔ واہ رے تیری منافقت!

دنیا بھر کے تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ ایک بار پھر سرد جنگ کے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ جب کہ اقوام متحدہ کے سربراہ انتونیو گرتیری نے کہا ہے کہ شام میں خطرہ بڑھ رہا ہے۔ ایک بار پھر سرد جنگ کی حالت بن چکی ہے۔ جنگ گرم ہے یا سرد، عالمی کفریہ طاقتیں بہت خوشی سے اس جانب جا رہی ہیں۔ کیوں کہ جنگ کا میدان اسلامی دنیا ہے۔ غاصب قوتوں کا اسلحہ فروخت ہو رہا ہے۔ اسلحے کے تجربات کیے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کے شہر، دیہات اور گھر تباہ ہو رہے ہیں۔ مسلمان ہی ہجرت اور دربدری پر مجبور ہیں۔ مسلمانوں کی زمینیں ہی غصب کی جا رہی ہیں۔ مسلمانوں کے وسائل پر قبضہ کیا جا رہا ہے۔

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ خونخوار عالمی طاقتیں اسلامی ممالک کے خلاف اپنے شیطانی منصوبے نافذ کر رہی ہیں۔ ان منصوبوں کی ناکامی یا مقابلے کے لیے نہ ہی کوئی کوشش ہے اور نہ ہی کوئی حکومت ایسا کرنے کا سوچ رہی ہے۔ بس اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہی امید ہے کہ ان کے تمام شیطانی منصوبے ناکام کر کے مسلمانوں کو مظلومیت اور مغلوبیت کے حالیہ دردناک حالات سے نکال لیں گے۔

اللہ تعالیٰ تمام مجاہدین کی مدد فرمائے اور مزید فتوحات نصیب فرمائے۔

آمین

الخندق آپریشن، ماہانہ رپورٹ

قاری حبیب

امارتِ اسلامیہ نے 25 مئی 2018ء کو الخندق آپریشن کا اعلان کیا۔ اس آپریشن بارے جاری کیے گئے اعلامیے میں کہا گیا کہ مجاہدین اس سال نئی حکمتِ عملیوں سے دشمن کے زیر قبضہ علاقوں پر کارروائیوں کا آغاز کریں گے۔ تاکہ ان علاقوں سے دشمن کا مکمل صفایا ہوسکے۔ اس آپریشن کا ایک ماہ گزرنے پر معلوم ہوا کہ امسال مجاہدین کے جنگی منصوبے ماضی کی نسبت زیادہ مؤثر ہیں۔ نتیجۃً مختصر عرصے میں بڑی کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں۔ الخندق آپریشن کے پہلے روز دشمن پر 132 حملے کیے گئے۔ ان حملوں کا سلسلہ تادمِ تحریر جاری ہے۔ اس آپریشن میں بہت کم عرصے میں بہت زیادہ علاقوں کا دشمن سے قبضہ چھڑا لیا گیا ہے۔ اس کا مختصر تذکرہ پڑھیے۔

بدخشان:

مجاہدین نے الخندق آپریشن کے آغاز سے ہی صوبہ بدخشان کے چار اضلاع راغستان، تشکان، کوہستان اور ضلع شہداء پر بیک وقت حملہ کیا۔ مجاہدین نے اس کارروائی میں کئی علاقوں میں پیش قدمی کی، جب کہ ضلع کوہستان مکمل طور پر فتح ہو گیا۔ 7 مئی کو صوبہ بدخشان میں گھمسان کا رن پڑا۔ جس کا اندازہ کٹھ پتلی حکومت میں بدخشان کی رکن پارلیمنٹ فوزیہ کوفی کے اس بیان سے لگایا جاسکتا ہے کہ 'بدخشان میں اب تک کیے گئے حملوں میں 100 سے زیادہ اہل کار ہلاک ہوئے ہیں۔ عنقریب بدخشان کے بہت سے علاقے مجاہدین کے کنٹرول میں چلے جائیں گے۔'

10 مئی کو امارتِ اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے کہا کہ مجاہدین نے صوبہ بدخشان کے ضلع تگاب میں 'کتو بالا' نامی درے کا کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ اس کارروائی میں دشمن کی پانچ چوکیاں تباہ ہونے کے ساتھ دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان بھی پہنچا ہے۔ بدخشان کے معرکے میں مجاہدین کو بڑی مقدار میں جنگی وسائل بھی غنیمت کے طور پر ہاتھ آئے ہیں اور فتوحات کا یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

فراہ:

10 مئی کو صوبہ فراہ میں بھی بڑے پیمانے پر کارروائی کا آغاز مشرقی اور مغربی جانب سے ہوا۔ اس صوبے کے مرکز کے مشرقی جانب 60 کلو میٹر کے فاصلے پر ضلع بالا بلوک پر کئی اطراف سے ہلہ بول دیا گیا۔ فراہ رود سمیت کٹھ پتلی حکومت کی تمام چوکیاں یکے بعد دیگرے مجاہدین کے قبضے میں آتی رہیں۔ مجاہدین نے آہستہ آہستہ صوبائی مرکز کی طرف پیش قدمی جاری رکھی۔ اس کارروائی کے نتیجے میں دشمن کے اعتراف کے مطابق کئی چوکیاں مجاہدین کے قبضے میں چلی گئی ہیں۔ اسی طرح مجاہدین نے ضلع بالا بلوک کے علاقے دوراہی میں واقع ایک اہم حکومتی مرکز کا کنٹرول بھی حاصل کر لیا، جس میں 23 کٹھ پتلی اہل کار ہلاک ہوئے۔ نیز فراہ شہر کے قریب رج نامی فوجی مرکز میں بھی 18 اہل کار ہلاک ہوئے۔ اب یہ علاقہ مجاہدین کے قبضے میں ہے۔ اسی رات مرکز فراہ سے 120 کلو میٹر کے فاصلے پر مغربی جانب ضلع لاش جوین پر بھی وسیع پیمانے پر حملہ ہوا اور مختصر وقت میں ضلعی مرکز فتح ہو گیا۔ اس کارروائی کے نتیجے میں کٹھ پتلی اہل کاروں کو بھاری نقصانات اٹھانا پڑے۔ کابل پارلیمنٹ میں فراہ کے ارکان نے یہ انکشاف بھی کیا 'مجاہدین نے صوبہ فراہ میں کئی علاقوں پر قبضے کے بعد تقریباً ڈیڑھ ملین ڈالر کے جنگی وسائل بھی ہمارے اہل کاروں سے لوٹ لیے ہیں۔ علاوہ ازیں کئی ٹینک اور فوجی گاڑیاں بھی ان کے ہاتھ لگی ہیں۔'

15 مئی کی صبح صادق سے قبل مجاہدین نے فراہ شہر کے مغربی اور شمال مشرقی سمت سے آپریشن کے دوسرے مرحلے کا آغاز کیا۔ نائٹ اسنائپر سے لیس مجاہدین کا ایک خصوصی دستہ رات کے اندھیرے میں فراہ شہر پر دو اطراف سے حملہ کر کے شہر کا حفاظتی حصار توڑ کر شہر میں داخل ہو گیا۔ جب صبح مقامی کٹھ پتلی انتظامیہ نیند سے بیدار ہوئی تو مجاہدین شہر کے اندر حکومت کے انٹیلی جنس مرکز تک پہنچ چکے تھے۔ سوشل میڈیا پر جاری تصاویر اور ویڈیوز میں مجاہدین شہر کے وسط میں آزادانہ نقل و حرکت کرتے دکھائی دے رہے تھے۔ اسی رات میڈیا رپورٹس میں بتایا گیا کہ صوبہ فراہ کے 60 فیصد علاقوں پر امارت اسلامیہ کا کنٹرول ہے۔ فراہ افغانستان کی سطح پر دوسرا صوبائی مرکز تھا، جس کا مکمل کنٹرول مجاہدین حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

مجاہدین نے 16 مئی کو اعلان کیا کہ وہ جنگی تکنیک کی وجہ سے شہر سے نکل کر اس کے نواح میں پوزیشن سنبھالنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ جب کہ اگلی رات ایک مرتبہ

پھر فراہ شہر کے کچھ علاقوں میں جھڑپوں کا آغاز ہو گیا۔ مجاہدین شہر کی مارکیٹوں اور بازاروں سے نکل کر اس کے نواح میں پوزیشن سنبھالے بیٹھے تھے۔ صوبہ فراہ پر مجاہدین کے مکمل کنٹرول اور دشمن کا چاروں شانے چت ہونے کے بعد کٹھ پتلی ذمہ داران نے اپنی ناکامی چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے دعوی کیا کہ صوبہ فراہ پر حملے میں ایران ملوث ہے۔ اور اس جنگ کا مقصد پانی کی ترسیل پر قبضہ ہے۔ دوسری جانب مجاہدین کے حملے کے بعد شہر چھوڑ کر فرار ہونے والے کٹھ پتلی گورنر بصیر سالنگی نے آزادی ریڈیو کو انٹرویو دیتے ہوئے مرکزی حکومت کے اس دعوے کی تردید کی کہ 'فراہ کے حملے میں ایران کے ملوث ہونے کے کوئی شواہد نہیں ملے۔'

غزنی:

غزنی میں مجاہدین کا دشمن کے خلاف آپریشن کا آغاز ضلع شلگر سے شروع ہوا۔ مجاہدین نے اس ضلع سے گزرنے والی غزنی پکتیکا شاہراہ تین مئی سے دشمن کی آمد و رفت کے لیے مکمل طور پر بند کر رکھی ہے۔ دشمن نے شاہراہ کھولنے کے لیے کابل اور پکتیکا سے بڑی نفری طلب کی، مگر مجاہدین کے ساتھ دو دن کی دوبدو لڑائی کے بعد اپنے 17 ٹینک تباہ کروانے اور 38 اہل کار قتل کرانے کے بعد واپس کابل کی طرف فرار ہو گئے۔ یاد رہے اس گھمسان کی جنگ میں 2 مجاہدین شہید، جب کہ 13 زخمی ہوئے تھے۔ غزنی اور پکتیکا شاہراہ اب بھی دشمن کی آمد و رفت کے لیے مکمل طور پر بند ہے۔ علاوہ ازیں مجاہدین نے ضلع شلگر کے مرکز کے ساتھ اس کے نواح میں تمام علاقوں کا کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ 22 مئی کی رات صوبہ غزنی کے دو اضلاع جغتو اور دھیک بھی مکمل طور پر فتح ہو گئے۔ ان اضلاع میں دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصانات پہنچنے کے علاوہ مجاہدین کو بھاری مقدار میں اسلحہ اور جنگی ساز و سامان غنیمت کے طور پر حاصل ہوا ہے۔

فاریاب:

8 مئی کو کٹھ پتلی حکومت نے اعتراف کیا کہ صوبہ فاریاب کے ضلع بلچراغ میں مجاہدین نے ہماری 21 چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ امارتِ اسلامیہ کے ترجمان محترم ذبیح اللہ مجاہد نے کہا کہ اس آپریشن میں دشمن کے 50 کے قریب اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں مجاہدین نے دشمن کی متعدد گاڑیاں، موٹر سائیکل اور اسلحہ بھی غنیمت میں حاصل کیا ہے۔ الامارہ ویب سائٹ کی رپورٹ کے مطابق کولیان نامی علاقے میں تقریباً 7500 گھر آباد ہیں، وہ بھی مجاہدین کے قبضے میں آگیا ہے۔ اس کے علاوہ تو غلش کا علاقہ بھی مکمل طور پر دشمن کے چنگل سے آزاد ہو چکا ہے۔ اسی رات میڈیا پر بھی دشمن نے اعتراف کیا کہ بلچراغ کا ضلعی مرکز بھی مجاہدین نے فتح کر لیا ہے۔ 17 مئی کو کٹھ پتلی وزارت دفاع کے ترجمان محمد رومنش نے کہا کہ صوبہ فاریاب کا مرکز 'میمنہ' ان شہروں میں سے ہے، جو مجاہدین کے محاصرے میں ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ پورے افغانستان میں اب 7 صوبوں کے مراکز مجاہدین کے محاصرے میں ہے۔ وہ کسی بھی وقت ہمارے ہاتھ سے نکل سکتے ہیں۔ اگر حکومت نے اس طرف توجہ نہ دی تو خطرہ ہے یہ علاقے مجاہدین کے قبضے میں چلے جائیں۔ جن 7 علاقوں کی طرف رادمنش نے اشارہ کیا ہے، وہ فراہ، غزنی، فیض آباد، ترین کوٹ، قندوز، میمنہ اور پل خمری ہیں۔

الخندق آپریشن کے پہلے ماہ دوسرے صوبوں میں بھی قابل ذکر کارروائیاں کی گئیں۔ اس سلسلے میں ہلمند کے ضلع نہر سراج میں کٹھ پتلی حکومت کا ایک جنگی ہیلی کاپٹر مار گرایا گیا۔ صوبہ دایکنڈی میں اجرستان نامی ضلع مکمل فتح ہو گیا، جس میں درجنوں اہل کار ہلاک اور کئی گرفتار بھی ہوئے۔ اروزگان، غور اور بادغیس کے بھی وسیع علاقے مجاہدین کے قبضے میں آگئے ہیں۔ قندھار، پکتیا، سرپل اور زابل میں بھی دشمن کے مراکز اور حفاظتی چوکیوں پر بڑے پیمانے پر حملے کیے گئے۔ دشمن کے کئی مراکز فتح ہونے کے ساتھ دشمن کو شدید جانی نقصان بھی اٹھانا پڑا۔ الخندق آپریشن نے دشمن کو اتنا مایوس اور گھبراہٹ کا شکار کر دیا ہے کہ افغانستان میں نقصانات کے اعداد و شمار کے امریکی ادارے 'سیگار' نے اعلان کیا کہ 'افغانستان میں ٹرمپ کی فوجی حکمتِ عملی ناکام ہے۔' جب امریکی جنرل نیکولسن نے مجاہدین کے کئی علاقوں پر قبضے کا دعوی کیا تو اس کا کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں تھا۔ اس کے برعکس مجاہدین آئے روز پیش قدمی کرتے ہوئے حکومتی علاقوں پر قبضہ کر رہے ہیں۔ جب کہ افغان فوجی فرار ہونے میں ہی عافیت محسوس کرتے ہیں۔

شاید نیکولسن کی اسی ناکامی کی وجہ سے ٹرمپ نے اسے معزول کر کے اسکاٹ میلر نیٹو کو کمان تھما دی ہے۔ جرنیلوں کی اس آئے روز تبدیلی سے مجاہدین کی فوجی قوت پر کوئی اثر نہیں پڑنے والا۔ اب امریکا اور اس کے اتحادیوں کے خلاف جہاد پورے افغانستان کے عوام کی ایک آواز بن گئی ہے، جس کو کنٹرول کرنا امریکا اور اس کے نئے جرنیلوں کے بس کی بات نہیں ہے۔

صوبہ فراہ کی فتح

سیف العادل احرار

مجاہدین نے الخندق آپریشن کے تحت صوبہ فراہ کے مرکزی شہر پر قبضہ کر کے سفید پرچم لہرادیا ہے۔ مجاہدین نے صوبائی دارالحکومت کے قریب ایک فوجی اڈے پر نصف شب حملہ کیا اور اُسے نہایت آسانی سے فتح کر لیا۔ سرکاری فوج پسپا ہوگئی۔ مجاہدین نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے پیش قدمی کی اور صبح شہر کے قریب فوج کے ساتھ جھڑپیں ہوئیں۔ کچھ ہی دیر بعد فرنٹ لائن پر موجود تمام فوج پسپا ہوگئی۔ مجاہدین شہر میں داخل ہوگئے۔ انٹیلی جنس دفتر، جیل سمیت مختلف سرکاری عمارات کا کنڑول حاصل کر لیا۔ بعدازاں گورنر ہاؤس اور پولیس ہیڈکوارٹر کے قریب جنگ شروع ہوئی۔ مقامی ذرائع کے مطابق شہر کے اسی فیصد علاقے پر مجاہدین کا کنڑول قائم ہے۔ امارت اسلامیہ کے ترجمان قاری محمد یوسف احمدی کے مطابق مجاہدین مسلسل پیش قدمی کر رہے ہیں۔ ایک فدائی مجاہد نے کابل کمانڈوز پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 32 اہل کار مارے گئے۔ جب کہ دن بھر کی جھڑپوں میں درجنوں اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

مجاہدین نے صوبہ فراہ کے ضلع شیب کوہ پر بھی حملہ کیا۔ الخندق آپریشن میں ضلع شیب کوہ کی مرکزی عمارت، گورنر ہاؤس، پولیس ہیڈکوارٹر سمیت دیگر سرکاری عمارات اور متعدد چیک پوسٹس فتح ہوئیں۔ علاوہ ازیں صوبہ ارزگان کے دارالحکومت کے قریب تادہ گوکرک کے علاقے میں دشمن کے اہم فوجی مرکز پر حملہ کیا گیا، جو کہ ایک گھنٹے کی کارروائی میں فتح ہوگیا۔ اس میں پندرہ اہل کار ہلاک ہوئے۔ صوبہ ارزگان کے ضلع خاص ارزگان میں بھی تخی فوجی اڈہ، گرم آب فوجی مرکز اور دو چوکیاں بھی فتح ہوئیں۔ اس دوران جھڑپوں میں بیس اہل کار ہلاک، جب کہ بارہ گرفتار ہوگئے۔ مجاہدین نے بھاری مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود بھی غنیمت میں حاصل کر لیا۔

25 اپریل کو الخندق آپریشن کا اعلان کیا گیا تھا۔ اب تک بیس دن کے دوران سیکڑوں کارروائیوں میں صوبہ فراہ کے چھ اضلاع اور درجنوں فوجی اڈے اور چوکیاں فتح ہوئیں۔ سیکڑوں اہل کار دں ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اربوں مالیت کے ہتھیار، فوجی گاڑیاں اور ٹینک تباہ ہوئے اور غنیمت میں ملے۔ الحمدللہ مجاہدین اللہ تعالی کی مدد اور عوام کی حمایت سے مسلسل فتوحات حاصل کر رہے ہیں۔ بزدل دشمن بدترین شکست سے دوچار ہے۔ افغان عوام کو جرائم پیشہ عناصر اور قابض فوج کے مظالم سے نجات دلانے کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جارہا۔ ہر قیمت پر اسلام اور ملک کا دفاع جاری ہے۔ وہ دن دور نہیں، جب پورے ملک پر اسلام کے عادلانہ نظام کا سفید پرچم لہرایا جائے گا۔

شمشاد ٹی وی چینل کے ٹاک شو میں پارلیمنٹ کے رکن عبیداللہ بارکزئی نے کہا کہ 'افغانستان کے تمام مسائل کے ذمہ دار دس افراد ہیں۔ جن میں حامد کرزئی، اشرف غنی، دوستم، ڈاکٹر عبداللہ، گلبدین حکمت یار، حضرت صاحب، پیر صاحب اور ربانی شامل ہیں۔ انہوں نے یہاں لاکھوں مظلوم افغانوں کا خون بہایا ہے۔ ان کے ساتھ امریکا بھی ذمہ دار ہے، جس نے ہمیں سترہ برسوں کے دوران دس جدید جنگی طیارے بھی نہیں دیے۔ امریکا نے ہم پر کٹھ پتلی حکومت مسلط کی ہے۔ امریکا نے یہاں جنگ شروع کی ہے۔ امریکا نے اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے چوروں، لٹیروں اور قاتلوں کو حکمران بنایا۔ کاش آج ملا محمد عمر زندہ ہوتے تو یہ لوگ ہم پر مسلط نہ ہوتے۔ ہم ان دس لوگوں کو اقتدار میں نہیں، جیل میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں ان کی غیرت کا اندازہ ہے۔ جب دس مجاہدین میدان میں نکلتے ہیں تو یہ لوگ روس بھاگ جاتے ہیں۔ اگر امریکا کے بی باون طیارے نہ ہوتے تو یہ لوگ آج ہم پر حکمرانی نہ کرتے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ان میں سے کچھ لوگوں کے بچے ہندوستان میں ہیں۔ کچھ کے لندن اور امریکا میں ہیں۔ اگر امریکا ہمارے ملک سے چلا گیا تو اُس سے پہلے یہ لوگ یہاں سے بھاگیں گے۔ مجاہدین نے صوبہ فراہ پر رات کو تین بجے حملہ کیا تو ساڑھے تین بجے ایئرپورٹ سے امریکی فوجی بھی فرار ہوگئے۔ صوبہ فراہ کے گورنر، کور کمانڈر اور پولیس چیف بھی فرار ہوگئے۔ مجاہدین نے دو گھنٹے میں فراہ کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ صوبہ ارزگان میں چھ اضلاع کے راستے گزشتہ انیس ماہ سے مجاہدین کے کنڑول میں ہیں اور بند ہیں۔ جب کہ گزشتہ گیارہ دن سے ارزگان اور قندھار کی مرکزی شاہراہ بھی بند ہے۔ صرف فراہ ہی نہیں، ہلمند، ارزگان، غزنی اور فاریاب کے گرد بھی مجاہدین کا گھیرا تنگ ہوتا جارہا ہے۔'

ٹاک شو میں سابق رکن پارلیمنٹ عبدالجبار شلگری نے کہا کہ 'میں صوبہ غزنی سے ہوں۔ اس وقت غزنی کے ستر فیصد رقبے پر مجاہدین کا کنڑول ہے۔ حکومت کس طرح انتخابات کرے گی؟ کیا تیس فیصد لوگوں کو اختیار ہے کہ وہ پورے صوبے کے نمائندوں کا انتخاب کریں۔ گزشتہ اٹھارہ دن سے ضلع اندڑ کی شاہراہ بند ہے۔ مجاہدین نے صوبائی دارالحکومت جانے والی شاہراہ مکمل طور پر بند کر کے فوج کو بھگا دیا ہے۔ صوبہ غزنی اور پکتیکا کی مرکزی شاہراہ بھی گزشتہ بارہ دنوں سے بند ہے۔ حکومت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ فوج بے بس ہے۔ لوگ مجاہدین کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ یہ ہر جگہ یہی صورت حال ہے۔'

افغان تنازع کا اصل ذمہ دار امریکا ہے۔ جب تک افغانستان میں قابض امریکی تعینات رہیں گے، تب تک یہ جنگ جاری رہے گی۔ ان کے خلاف امارت اسلامیہ کی قیادت میں افغان عوام کی مزاحمت بھی برقرار رہے گی۔ امریکا افغانستان اور خطے کے دیگر ممالک میں امن نہیں چاہتا۔ امریکا نے افغانستان پر حملہ کر کے لاکھوں نہتے شہریوں کا قتل عام کیا ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ امریکا کی آشیرباد سے داعش اور بلیک واٹر افغانستان میں سرگرم عمل ہیں۔ نہتے شہریوں کا خون بہا رہے ہیں۔ کابل میں متعدد بار اہل تشیع کی مساجد اور مراکز پر خودکش اور بم حملے کیے گئے ہیں، بظاہر داعش نے ذمہ داری قبول کی ہے، لیکن حقیقت میں بلیک واٹر کے کارندے ملوث ہیں۔ داعش، بلیک واٹر اور کٹھ پتلی حکومت امریکا کی ضرورت اور اس کی پیداوار ہیں۔ مجاہدین ان کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ اللہ تعالی مجاہدین کی قربانیاں قبول فرمائے۔ انہیں اس تاریخی اور مقدس معرکے میں سرخرو فرمائے۔ آمین

مظلوم مدرسہ ہاشمیہ

شاہد غزنوی

امریکا کی قندوز کے ضلع دشت آرچی میں مدرسہ ہاشمیہ پر بمباری کے حوالے سے عوام نے شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر اس کی مذمت کی گئی ہے۔ کئی اسلامی ممالک میں امریکا کے اس ظلم کے خلاف احتجاج کیا گیا ہے۔ ریلیاں نکالی گئیں اور 'رابطہ علماء المسلمین' جیسی علماء کی بین الاقوامی تنظیم نے اس درندگی کو سنگین جنگی جرم باور کر کے اسے اسلامی شعائر پر حملہ قرار دیا۔ افغانستان کے مختلف صوبوں میں علماء اور دینی مدارس کی جانب سے اس کی شدید مذمت کی گئی۔ عوام قندوز کے علاوہ کابل، ننگرہار، پکتیا اور دیگر صوبوں میں اس کے خلاف سراپا احتجاج بن گئے۔

افغان سیاسی رہنماؤں، فوجی ماہرین، سول سوسائٹی کے کارکنوں، حتی کہ پارلیمانی ارکان اور حکومت کے بعض رہنماؤں نے بھی اس کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور جنگی جرم قرار دیا۔ انہوں نے دینی مدارس کو نشانہ بنانے کو افغان عوام کے مذہبی عقائد پر حملہ قرار دیا۔

افغانستان پر امریکی قبضے کے بعد سے اب تک مختلف ادوار میں سیکڑوں مرتبہ سویلین اہداف اور عوام کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ ایسے کئی ہلاکت خیز واقعات رونما ہوئے ہیں۔ جب کہ سانحہ قندوز کا ان سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔ سانحہ قندوز نے پوری امت مسلمہ کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ امریکی جارحیت پسندوں نے فراہ سے لے کر قندوز، قندھار، ہلمند، ہرات، غزنی، لوگر، اروزگان، پکتیا، پکتیکا، خوست، ننگرہار، کاپیسا اور دیگر صوبوں میں کئی بار عام آبادی اور غم و شادی کی تقریبات کو نشانہ بنایا ہے۔ جنازوں، قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی کے اجتماعات، صحت کے مراکز اور دیگر عوامی اجتماعات پر حملے کیے جاچکے ہیں۔ ان میں ہزاروں افراد شہید اور زخمی ہوئے ہیں۔

دشت آرچی کے مدرسے پر حملے کے بعد کٹھ پتلی حکومت نے امریکی جارحیت پسندوں کا دفاع کرتے ہوئے اس کی ذمہ داری خود قبول کرلی۔ اعلان کیا کہ اس نے دینی مدرسے نہیں، بلکہ مجاہدین کے ٹریننگ سینٹر کو نشانہ بنایا ہے۔ اس میں معصوم حفاظ کرام نہیں، بلکہ مجاہدین کی لیڈرشپ کو مارا گیا ہے۔ دشت آرچی کے مدرسہ کی تقریب پر حملے کے وقت وہاں 2 ہزار سے زائد علمائے کرام اور مبلغین شریک تھے۔ جہاں نئے فضلاء اور حفاظ کرام کے سروں پر دستار فضیلت سجانے کے لیے ان کے رشتہ داروں کی بڑی تعداد بھی موجود تھی۔ مدرسہ ہاشمیہ شمالی علاقے میں ایک مشہور دینی ادارہ ہے۔ اس کے مدیر گوجر آغا صاحب کا شمار مشہور علمی شخصیات میں ہوتا ہے۔ اس مدرسے کی دستار بندی کی تقریب میں ہر سال قندوز اور دیگر قریبی صوبوں کی ممتاز علمی شخصیات اور قبائلی عمائدین کی بڑی تعداد شرکت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں عام طور پر دینی مدارس کی تقریبات میں وہ لوگ بھی شریک ہوتے ہیں، جو مدارس اور علماء سے محبت رکھتے ہیں۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مدرسہ ہاشمیہ کی تقریب علمائے کرام اور علاقائی عوام کا سب سے بڑا دینی اجتماع تھا، جس کو حملہ آوروں نے جان بوجھ کر ایک سازش کے تحت نشانہ بنایا ہے، تاکہ وہ بیک وقت شمالی صوبوں کے علماء، حفاظ کرام اور دین دار عوام کو قتل کر سکے۔

سوال یہ ہے کہ امریکا اور اس کے حامیوں نے دیگر جنگی جرائم کے ارتکاب کے علاوہ دینی مدارس کو کیوں نشانہ بنانا شروع کیا ہے؟ ظاہر بات ہے کہ علمائے کرام نے افغانستان میں اسلام کے احیاء کے لیے اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہر دور میں جارحیت پسندوں کے خلاف مزاحمتی تحریکوں کی قیادت کی ہے۔ سب سے زیادہ قربانیاں بھی انہی نے دی ہیں۔ عوام کو جارحیت پسندوں کے خلاف جہاد کے لیے متحد اور منظم کیا ہے۔ ان کو شکستِ فاش دینے میں ان کا بڑا کردار رہا ہے۔ برطانوی سامراج اور سوویت یونین کی لشکر کشی کے خلاف علمائے کرام نے علم بغاوت بلند کیا اور ان کو افغانستان سے بھاگنے پر مجبور کیا۔ امریکی قبضے کے خلاف بھی انہی علمائے کرام نے جہاد اور مزاحمت کی قیادت کی۔ عوام کو متحد اور منظم کر کے حملہ آوروں کے خلاف جہادی کارروائیوں کا آغاز کیا۔ امریکا نے بھی اس حقیقت کا ادراک کیا ہے۔ اس لیے ٹرمپ کی نئی پالیسی میں علمائے کرام اور دینی مدارس کو نشانہ بنانے پر خصوصی توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ افغان عوام علمائے کرام سے دلی محبت رکھتے ہیں۔ دینی مدارس اور ننھے حفاظ کرام کو نشانہ بنانے سے امریکا اور کٹھ پتلی حکومت کے خلاف عوام میں مزید نفرت بڑھے گی۔ پارلیمنٹ ارکان نے جس جوشیلے انداز سے خطاب کرتے ہوئے سانحہ قندوز کی مذمت کی ہے، وہ عوامی جذبات کی ترجمانی ہے۔ تاہم جن اشرف غنی جیسوں کا ضمیر مردہ ہو چکا ہے، وہ چند ڈالروں اور اقتدار کی ہوس اور لالچ میں ملک کی سالمیت کو داؤ پر لگائے ہوئے ہیں۔ انہیں اسلام سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ وہ امریکا کے وفادار اور افغان مفادات کے بجائے امریکی خواہشات کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایسے سنگین جرائم اُن کی ذلت آمیز شکست کا سبب بنیں گے۔ بہت جلد ان کے اقتدار کا سورج غروب ہونے والا ہے۔ ان شاء اللہ

فضائی حملوں میں شہری ہلاکتیں

اسٹریٹجک ریسرچ سینٹر

افغان فضائیہ نے صوبہ قندوز کے ضلع دشت آرچی میں ایک مدرسے میں منعقد دستار بندی کی تقریب پر بمباری کر کے درجنوں افراد شہید اور زخمی کر دیے۔ نیویارک ٹائمز نے دشت آرچی کے گورنر نصرالدین سعدی کے حوالے سے لکھا ہے کہ 'یہ حملہ افغان ایئر فورس نے کیا تھا۔' ذرائع کے مطابق اس تقریب میں تقریباً 1000 سے زائد لوگ یہاں جمع تھے۔ حملے کے نتیجے میں 70 افراد جاں بحق اور 130 زخمی ہوئے۔

دوسری جانب افغان دفاع وزارت نے کہا ہے کہ یہ حملہ افغان اور غیر ملکی فوج کے اشتراک سے کیا گیا تھا، جس میں 20 مسلح مجاہدین جاں بحق اور درجنوں زخمی ہوئے۔'

صدارتی محل سے جاری اعلامیے کے مطابق یہ حملہ مجاہدین کے اُس اجتماع پر کیا گیا، جس میں مجاہدین کے کمانڈر افغانستان میں بڑے حملوں کی منصوبہ بندی کرنا چاہتے تھے۔ تاہم اعلامیے کے مطابق اس حملے میں شہری ہلاکتوں کی جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں، صدر اشرف غنی نے اس حوالے سے تحقیقات کے لیے ایک کمیٹی قائم کی ہے، جو حکومت کو رپورٹ پیش کرے گی۔

مختلف حلقوں کی جانب سے اس حملے کی مذمت کی گئی ہے۔ سابق صدر حامد کرزئی، افغان سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں، پارلیمنٹ ارکان اور عام لوگوں نے سوشل میڈیا پر اس حملے کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت سے اس واقعے کی تحقیقات اور مجرموں کو سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ فضائی حملوں میں اضافہ کیوں ہوا؟ شہریوں کو کیوں نشانہ بنایا جاتا ہے؟ ان حملوں کے ممکنہ نتائج اور اثرات کیا ہوں گے؟

> افغان ایئر فورس کی جانب سے فضائی حملوں میں نہتے شہریوں کو نشانہ بنانے کی وجہ سے عوام اور حکومت کے درمیان دوریاں پیدا ہوئی ہیں۔ عام شہریوں کو نشانہ بنانے کی وجہ سے حکومت کے خلاف عوامی سطح پر نفرت میں اضافہ ہوا ہے۔ لوگ حکومت مخالف صف کا حصہ بنتے جا رہے ہیں، جس کی وجہ سے جنگ میں شدت آ رہی ہے۔ دینی مدارس، مساجد اور دیگر مذہبی مقامات اور تقریبات پر حملوں کی وجہ سے عوام میں شدید اشتعال پایا جاتا ہے۔
>
> اس صورت حال میں افغان حکومت اور امارت اسلامیہ کے درمیان امن مذاکرات کی امیدوں کو بھی دھچکا لگا ہے۔ ظاہر ہے فریقین کی جانب سے عام شہریوں کے قتل عام کے بعد بداعتمادی کی فضا کو مزید تقویت ملی ہے۔

اگست 2017ء میں صدر ٹرمپ نے افغانستان اور جنوبی ایشیا سے متعلق نئی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے اپنی فوج کو اختیار دیا کہ وہ فضائی حملوں میں اضافہ کریں۔ اگرچہ نئی امریکی فوجی پالیسی کے بعد فوج میں اضافہ کرنے اور مجاہدین پر دباؤ بڑھانے کی وجہ سے افغان حکومت کو وقتی طور پر حوصلہ ملا ہے، تاہم افغانستان میں امن بارے کی جانے والی کوششوں کو دھچکہ لگا اور امن بارے پہلے سے موجود مشکلات میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ نئی امریکی حکمت عملی میں اس امر پر اکتفا کیا گیا، جس کا گزشتہ چند سالوں میں تجربہ کیا جا چکا ہے۔ امریکا افغان جنگ جیتنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، اس لیے وہ جنگ کو مزید پیچیدہ بنا رہا ہے۔ نئی پالیسی کے بعد گزشتہ سال فضائی حملوں میں اضافہ کیا گیا، جس کے باعث شہری ہلاکتوں میں بھی کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ امریکی فضائی ادارے کے مطابق اُس نے 2017ء میں 2 ہزار 611 ہوائی حملے کیے ہیں۔ 2016ء میں 1 ہزار 71 حملے کیے۔

2015 میں 2 سو 36 حملے کیے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق 2017 میں 3 ہزار 438 شہری جاں بحق ہوئے۔ جب کہ 7 ہزار 15 شہری زخمی ہوئے۔ فضائی حملوں میں اضافے کے باعث شہری ہلاکتوں میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

گزشتہ چند سالوں میں امریکی فوج کے فضائی حملوں میں عام شہریوں کو نشانہ بنانے کے علاوہ مساجد، اسکولز، کلینکس اور افغان فورسز کی چوکیوں کو بھی نشانہ بنایا گیا ہے۔ اب افغان فضائی فورسز نے بھی فضائی حملوں میں عام شہریوں اور نجی املاک کو نشانہ بنانا شروع کر رکھا ہے۔

2018 کے آغاز سے اب تک ایسے متعدد واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ سترہ برسوں کے دوران مختلف اوقات میں افغان فورسز اور جارحیت پسندوں نے فضائی حملوں میں عام شہریوں کو نشانہ بنایا ہے۔ اس حوالے سے انسانی حقوق اور بین الاقوامی تنظیموں، پارلیمنٹ ارکان اور سیاسی رہنماؤں نے متعدد بار اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ ان حملوں میں شہریوں کو نشانہ کیوں بنانے بارے چند نکات قابل غور ہیں:

جنگی قوانین کا عدم احترام:

جنگوں اور تنازعات میں عام شہریوں کی حفاظت اور انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے بین الاقوامی سطح پر قوانین موجود ہیں۔ جن کے مطابق نہتے شہریوں، زخمیوں، بیماروں، قیدیوں، فلاحی اداروں اور مقدس مقامات کی حفاظت کے لیے تمام ممکنہ اقدامات اٹھانا ناگزیر ہیں۔ بدقسمتی سے کچھ ممالک کی طرح افغانستان میں بھی ان اصولوں اور قوانین کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔

غیر ملکی فوج اور حکومت کی جنگجو ملیشیاؤں نے کئی بار جنازوں، مذہبی تقریبات، دینی مدارس، مساجد اور ہسپتالوں کو نشانہ بنایا ہے۔ قندوز میں بین الاقوامی تنظیم کے زیر انتظام چلنے والے ہسپتال کو نشانہ بنایا گیا۔ کابل میں سردار محمد داؤد خان ہسپتال پر حملہ، افغان فوج کی جانب سے فراہ اور قندوز میں دینی مدارس کے اجتماعات پر حملے قابل ذکر ہیں۔

غیر ملکی فوج کی بمباری:

امریکی اور نیٹو فوج کے رویوں سے واضح ہوتا ہے کہ کبھی کبھار ان کی جانب سے جان بوجھ کر فضائی حملوں میں نہتے شہریوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ان حملوں میں عام طور پر شہریوں کی زندگیوں کو خطرات لاحق ہوتے ہیں۔

گزشتہ سال صوبہ ننگرہار کے ضلع ہسکہ مینہ میں مقامی آبادی پر بمباری، کنڑ کے ضلع چوکی میں شہریوں پر فضائی حملہ، لوگر کے پل علم اور کابل کے قرہ باغ میں شادی کی تقریب پر حملہ واضح ثبوت ہیں۔

افغان فضائیہ، انٹیلی جنس کا مسئلہ:

افغان فضائیہ کے عملے کی پیشہ وارانہ صلاحیت کی کمی ایک سنگین مسئلہ ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے حملوں میں عام شہری نشانہ بنتے ہیں۔ دوسری جانب غلط رپورٹس کی بنیاد پر بمباری، جو انٹیلی جنس اداروں کی کمزوری کا ثبوت ہے۔ افغان حکومت فی الحال ایئر فورس کو مضبوط بنانے پر توجہ مرکوز کر رہی ہے۔ اسی وجہ سے حال ہی میں اس کے فضائی حملوں میں اضافہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ جارحیت پسندوں کی ہدایت پر بھی ایسے حملے کیے جاتے ہیں، جو کسی المیے سے کم نہیں ہیں۔

افغان ایئر فورس کی جانب سے فضائی حملوں میں نہتے شہریوں کو نشانہ بنانے کی وجہ سے عوام اور حکومت کے درمیان دوریاں پیدا ہوئی ہیں۔ عام شہریوں کو نشانہ بنانے کی وجہ سے حکومت کے خلاف عوامی سطح پر نفرت میں اضافہ ہوا ہے۔ لوگ حکومت مخالف صف کا حصہ بنتے جا رہے ہیں، جس کی وجہ سے جنگ میں شدت آ رہی ہے۔ دینی مدارس، مساجد اور دیگر مذہبی مقامات اور تقریبات پر حملوں کی وجہ سے عوام میں شدید اشتعال پایا جاتا ہے۔

اس صورتِ حال میں افغان حکومت اور امارت اسلامیہ کے درمیان امن مذاکرات کی امیدوں کو بھی دھچکہ لگا ہے۔ ظاہر ہے فریقین کی جانب سے عام شہریوں کے قتل عام کے بعد بداعتمادی کی فضا کو مزید تقویت ملی ہے۔

الخندق آپریشن کے اثرات

احمد مختار

امارت اسلامیہ نے 25اپریل کو 'الخندق' نام سے موسم بہار کے آپریشن کا اعلان کیا۔ یہ جہادی کارروائیاں اپنی نوعیت کے لحاظ سے ماضی کے آپریشنز سے الگ ہیں، جن سے دشمن مرعوب ہے۔ الخندق آپریشن کے پہلے دن قابض اور کٹھ پتلی فوج پر بھرپور اور مؤثر حملے کیے گئے۔ مجاہدین نئے عزم کے ساتھ افغانستان بھر میں دشمن پر ٹوٹ پڑے اور ہر جگہ ان کے مضبوط ٹھکانوں پر دھاوا بول دیا۔ دشمن نے ہر قسم کا ظلم و جبر آزمایا ہے۔ ٹرمپ کی نئی جنگی حکمت عملی کے تحت نہتے شہریوں کو نشانہ بنایا گیا۔ بڑی تعداد میں مظلوم شہریوں کو شہید اور زخمی کیا گیا۔ جب کہ کٹھ پتلی حکومت نے مجاہدین سے امن کی بھیک مانگنے کی کوشش کی اور نام نہاد امن بارے بے بنیاد پروپیگنڈا کیا۔ کٹھ پتلی اشرف غنی کی ٹیم اس پروپیگنڈے میں مصروف ہے کہ 'ہم امن چاہتے ہیں۔ اس لیے مجاہدین کو غیر مشروط مذاکرات کی پیشکش کرتے ہیں۔ وہ ہماری تجویز پر غور کریں۔'

افغان عوام اور مجاہدین کٹھ پتلی حکومت کے جھوٹ اور پروپیگنڈے سے واقف ہیں۔ کابل حکومت کے حواریوں نے اس بار یہ پروپیگنڈا کیا کہ 'مجاہدین نے اشرف غنی کی جانب سے امن پیش کش پر باقاعدہ ردعمل ظاہر نہیں کیا اگرچہ امارت نے پس پردہ اشرف غنی کی پیش کش قبول کر لی ہے۔' جب کہ الخندق جہادی کارروائیوں نے دشمن کے تمام منصوبوں اور نام نہاد امن دعووں کو جھوٹ کا پلندہ ثابت کیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے اس بات کی بھی وضاحت کی کہ کابل حکومت نام نہاد امن کے لیے جو کوشش کر رہی ہے، وہ صرف خوش نما نعروں تک محدود ہے۔ جب کہ امریکا کے جنگی اقدامات کے نتیجے میں نام نہاد امن کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ افغانستان بھر میں جارحیت پسندوں کی غیر قانونی کارروائیاں جاری ہیں۔ کٹھ پتلی حکومت کو ان کی روک تھام کا کوئی اختیار نہیں ہے حتی کہ وہ سانحہ قندوز جیسے دل دہلا دینے والے سفاکانہ واقعے کی مذمت کرنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتی۔

مجاہدین نے الخندق آپریشن کا اعلان کر کے دشمن کے تمام منصوبوں کو ناکام بنا دیا اور اس کے پروپیگنڈے کا عملی جواب دیا ہے۔ مجاہدین کی جانب سے افغانستان بھر میں الخندق آپریشن کے آغاز کے بعد افغانستان میں تعینات امریکی فوج کے سربراہ نے ردعمل دیتے ہوئے کہا کہ 'مجاہدین کی کارروائیاں غیر مؤثر ثابت ہوں گی۔ ہم مجاہدین کو طاقت کے استعمال کے ذریعے امن مذاکرات پر مجبور کریں گے۔' اسی طرح وزارت دفاع نے بھی عجلت میں ردعمل دیتے ہوئے جارحیت پسندوں کے مؤقف کی تائید کی اور مجاہدین کی جہادی کارروائیوں کو محض ایک پروپیگنڈہ قرار دیا۔

جارحیت پسندوں اور ان کے حامیوں کے دعووں کے برعکس الخندق کارروائیاں نہایت مؤثر ثابت ہوئی ہیں۔ افغانستان بھر میں دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان کا سامنا ہے۔ قندھار سے لے کر ہلمند، نیمروز، فراہ، قندوز، ننگرہار، پکتیا، خوست، غزنی، لوگر اور دیگر صوبوں تک تمام علاقوں میں اہم اضلاع اور درجنوں چوکیاں فتح کی جا چکی ہیں۔ سیکڑوں اہل کار ہلاک کیے جا چکے ہیں۔ بھاری مقدار میں اسلحہ اور فوجی سامان بھی غنیمت میں حاصل کیا گیا ہے۔ الخندق آپریشن کے مثبت اثرات کے علاوہ کٹھ پتلی حکومت کی جانب سے آئندہ انتخابات کے لیے ووٹر لسٹوں میں اندراج کا عمل بھی مکمل ناکامی کا شکار ہے۔ یہ بھی الخندق آپریشن کا اثر ہے کہ دشمن بھرپور کوشش کے باوجود بڑے صوبوں کے دارالحکومتوں میں بھی رجسٹریشن کے عمل کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا پائی۔ مختلف صوبوں میں برائے نام رجسٹریشن سینٹرز کھولے گئے ہیں، لیکن بہت جلد مجاہدین کے ممکنہ حملوں کے خوف سے رجسٹریشن کا عمل شروع کیے بغیر دوبارہ بند کر دیا گیا۔

علاوہ ازیں الخندق آپریشن کے اثرات میں ایک یہ بھی ہے کہ اس کے آغاز سے آج تک بلاتعطل کارروائیاں جاری ہیں۔ بتدریج مختلف صوبوں میں پیش رفت ہو رہی ہے۔ دشمن کے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے۔ مجاہدین نے گزشتہ دو ہفتوں میں مختلف صوبوں کے چھ اضلاع مکمل فتح کر لیے ہیں۔ جب کہ پچاس سے زائد فوجی اڈے اور چوکیاں بھی فتح کی جا چکی ہیں۔ سیکڑوں اہل کار موت کے گھاٹ اتار دیے گئے ہیں۔ اربوں روپوں کے ہتھیار، ٹینک اور فوجی گاڑیاں تباہ اور قبضے میں لی گئی ہیں۔ بزدل دشمن مجاہدین کے حملوں کے خوف سے اپنے محفوظ ٹھکانوں میں بھی خود کو محفوظ تصور نہیں کرتا۔ مجاہدین کو اللہ تعالی نے رعب دیا ہے۔ چند مجاہدین کسی بڑے فوجی اڈے پر حملہ کرتے ہیں تو ایک دو گھنٹے میں اسے فتح کر لیتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مجاہدین کو اللہ تعالی کی خاص مدد حاصل ہے۔ وہ ایمانی جذبے سے سرشار ہیں۔ اللہ کے دین کے لیے دشمنانِ اسلام کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ وہ اگرچہ ظاہری مادی وسائل کے لحاظ سے کمزور ہیں، لیکن ایمانی قوت سے مالا مال ہیں۔ اللہ تعالی نے ان کے نعرہ تکبیر میں جو اثر رکھا ہے، اس کی طاقت دشمن کو معلوم ہے۔ کٹھ پتلی فوج جدید اور بڑے ہتھیاروں سے لیس ہے۔ اسے امریکی فضائیہ کی مدد بھی حاصل ہے۔ وہ اس کے باوجود چند مجاہدین کے مقابلے میں ڈھیر ہو جاتی ہے۔ اب نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ ایک گھنٹے میں مضبوط اضلاع بھی مجاہدین کے کنٹرول میں آ جاتے ہیں۔

ہمیں امید ہے الخندق آپریشن بھی غزوہ احزاب کی طرح تاریخ رقم کرے گا۔ غزوہ احزاب میں بھی کفار اور مشرکوں کے لشکر کی تباہی کا سبب بنا۔ اسی طرح امارت اسلامیہ کی قیادت میں الخندق آپریشن بھی صلیبی قوتوں اور ان کے کارندوں کی تباہی و ناکامی کا سبب بنے گا۔ اللہ تعالی مجاہدین کو فتوحات سے نوازے گا اور انہیں اس تاریخی معرکے میں سرخرو کرے گا۔ ان شاءاللہ

انقلاب ثور کے چالیس سال بعد

قاری حبیب

انقلابِ ثور کے چالیس سال بعد خلق و پرچم پارٹیوں کے کمیونسٹ ایسا تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں، جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ گزشتہ چالیس سال میں آنے والی تبدیلیوں کا کمیونسٹوں کو یہ فائدہ ہوا کہ ان کے مظالم اور تاریخی جرائم لوگوں کے حافظے سے نکل چکے ہیں۔ اب وہ خود بھی ایسا تاثر دے رہے ہیں، جیسے انہوں نے کچھ کیا ہی نہیں تھا۔ ایک تو عوام کا حافظہ بہت کمزور ہے۔ خلقیوں نے افغانستان سے وہ دھوکہ کیا، جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہاں قحط آیا ہوگا۔ ڈاکو آئے ہوں گے۔ لوگ بھوک اور غربت سے مرے ہوں گے، مگر کفر اور ارتداد کبھی اس سرزمین پر نہیں آیا۔ جب افغان قوم نے اسلام قبول کیا تو اپنی خوشی سے کیا۔ کبھی کسی نے ان کا دین چھیننے کی کوشش نہیں کی، مگر یہ سوویت یونین کے تربیت کردہ کمیونسٹ خلقی اور پرچمی تھے، جنہوں نے افغان عوام کے عقیدے پر ڈاکہ ڈالا۔ مختلف تزویراتی سازشوں سے قوم کو اسلام سے منحرف کرنے کی کوشش کی۔ نوجوان افغان نسل کے ذہن اور فکر میں مارکس، انگلز اور لینن کے الحادی افکار انجکٹ کیے۔ اس سلسلے میں کئی سالوں کی کوشش سے کچھ لوگ گمراہ ہوگئے۔

کمیونسٹوں نے اپنے سب سے بڑے دھوکے سے اسلامی عقائد کا سرمایہ لوٹا۔ یہ بہر حال اللہ تعالیٰ کا خاص رحم و کرم تھا کہ یہ اپنی کوشش میں ناکام رہے۔ اللہ تعالیٰ نے افغانستان کے روحانی رہنماؤں، علمائے کرام اور جہادی رہنماؤں کو توفیق دی کہ اپنی بے دریغ قربانیوں سے کمیونسٹ فتنے کا راستہ روکیں۔ افغانستان کو بخارا و سمرقند کی طرح کمیونزم کے جال میں پھنسنے سے بچائیں۔ افسوس کی بات ہے کہ جو افغانی کمیونسٹوں کے مظالم یا تو بھول چکے ہیں یا انہوں نے کمیونسٹوں کو صحیح طریقے سے پہچانا نہیں۔ وہ ناواقف لوگ ڈاکٹر نجیب، نور محمد ترہ کئی، طاہر بدخشانی، سلیمان لائق اور دیگر کمیونسٹ درندوں کو اچھے القابات دے رہے ہیں۔ ان کی تصویریں اپنی گاڑیوں اور گھروں میں آویزاں کرتے ہیں۔ ان کے کردار پر فخر کرتے ہیں۔ یہ لوگ نہیں جانتے کہ کمیونسٹ فکر اور عقیدے کے لحاظ سے مسلمان نہیں تھے۔ ان کی آئیڈیالوجی الحاد اور دہریت پر رکھی گئی تھی۔ ان کا اللہ تعالیٰ، ملائکہ، کتب، رسول اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں ہے۔ اگر کسی کو کمیونسٹ عقیدے میں شک ہو یا وہ کمیونزم نظریات نہیں سمجھتا تو افغانستان کے مشہور مصنف بلال احمد بری کا آنکھوں دیکھا واقعہ ملاحظہ فرمائیں، جو انہوں نے اپنی پشتو کتاب 'شیطان کے پروں کے سائے تلے' میں صفحہ 184 پر ذکر کیا ہے۔

بلال احمد کا کہنا ہے کہ میں 1971 میں پاکستان کے شہر کوئٹہ میں افغانستان قونصلیٹ میں ملازم تھا۔ کابل اپنے رشتہ داروں سے ملنے گیا۔ وہاں میرے ایک دوست کا گھر تھا۔ (بلال بری اس دوست کا نام نہیں بتاتے، مگر اتنا بتاتے ہیں کہ ان کی اہلیہ استاد عبدالحہ حبیبی کی بہن تھیں) ہم دونوں دوست چائے پی رہے تھے کہ اتنے میں عصر کی اذان شروع ہوگئی۔ ہم احترام اذان کی وجہ سے خاموش ہوگئے۔ جب اذان ختم ہوگئی تو میرے دوست کے ایک نوجوان بیٹے (جو حال ہی میں کمیونسٹ تنظیم میں شامل ہوا تھا۔ البتہ اس بات کا علم میرے دوست کو نہیں تھا) نے فوراً بات شروع کر دی کہ "دیکھیں یہ پانچ عرب افغانستان آئے اور اپنے ساتھ یہ کثافات (اسلام، نماز اور اذان العیاذ باللہ) لے آئے ہیں۔ جس نے آج تک ہمارے معاشرے کو تحقیق اور ترقی سے روک رکھا ہے۔

بلال بری کا کہنا ہے کہ یہ سن کر میرے دوست کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا۔ اس نے گرم چائے سے بھری کیتلی اٹھائی اور اپنے کمیونسٹ بیٹے کے سر پر دے ماری۔ بیٹے کے سر سے خون ابل پڑا۔ میرا دوست اپنے کمیونسٹ بیٹے پر پل پڑا اور خوب خاطر تواضع کی۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر معاملہ ختم کرانا چاہا، مگر وہ چلاتا رہا چھوڑ دو۔ مجھ پر اپنے گھر میں جہاد فرض ہو چکا ہے۔ اسی دوران میرا دوست کمرے سے باہر چلا گیا۔ میں نے سوچا شاید غصے کی وجہ سے ناراض ہو کر گیا ہے، مگر وہ تھوڑی ہی دیر بعد اپنے ہاتھ میں پستول تھامے کمرے میں آگیا۔ قریب تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو گولی مار دیتا۔ اسی وقت اُس کی اور میری اہلیہ اندر آگئیں۔ ہم نے مل کر انہیں پکڑا۔ اس کی اہلیہ اس کے قدموں میں گر پڑیں۔ میں نے اس کے ہاتھ پر زور سے ضرب لگائی، جس سے پستول ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گرا۔ وہ مسلسل چلا رہا کہ میرا اسلحہ مجھے دو، میں اس کافر کو قتل کر دوں۔ خدا کی قسم! میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ یہ سُن کر میرے دوست کا بیٹا گھر سے نکل کر بھاگ گیا۔ پھر وہ ساری زندگی اپنے والد سے نہیں ملا۔ نہ معلوم اب وہ کس حال میں ہے؟!

یہ تو محض ایک واقعہ ہے۔ افغانستان کے کمیونسٹ ایسے الحادی اور کفریہ نظریات رکھتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں شرمندہ کیا اور وہ عوام کو کافر بنانے کی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے۔ کمیونسٹوں کی الحادی سرگزشت، بڑے جرائم، قتل عام اور سوویت یونین کے لائے ہوئے مظالم دیکھتے ہوئے افغان نوجوان نسل کو پھر سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہییں۔ ان کے جرائم اور اسلام و وطن کے ساتھ کیے ہوئے مظالم سے باخبر رہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ نجیب اور دیگر کمیونسٹ قومی شخصیات نہیں، بلکہ دین و وطن کے غدار ہیں۔ ان پر فخر کے بجائے نفرت کرنی چاہیے۔ انقلاب ثور کے چالیس سال بعد ہمیں ضرورت ہے کہ کمیونزم فتنے کی آمد، کمیونسٹ اقتدار کے مراحل کا پھر سے تجزیہ کریں۔ گاؤں، مساجد، چوپال، مدارس، اسکولز اور کالجز میں نوجوان نسل کو کمیونزم کا اصل چہرہ متعارف کرایا جائے۔ ان کے مظالم اور گمراہیاں کھول کر بیان کی جائیں۔

اگر نوجوان نسل کمیونسٹوں کا اصل چہرہ پہچان جاتی ہے تو پھر وہ کبھی بھی اس پر تیار نہیں ہوگی کہ سفاک ڈاکٹر نجیب کو بہادر سپوت کا لقب دیں۔ ان کی تصویر فیس بک پروفائل پر لگائیں۔ کمیونسٹوں کے خلاف اتنی برداشت کافی ہے کہ سب کا عدالتی احتساب نہیں کیا گیا۔ ان کو ان کے جرائم کی سزا نہیں دی گئی۔ انہیں اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

اشرف غنی مسیلمہ کذاب کے وارث

جبران خان

صوبہ قندوز افغانستان کے شمال مشرق کا زرخیز اور سرسبز علاقہ ہے۔اس کے اکثر علاقوں پر امارت اسلامیہ کی حکومت ہے۔افغانستان کے اہم سیاسی، عسکری اور اقتصادی خطوں میں سے ہے۔ جغرافیائی محل وقوع کے لحاظ سے اہم اسٹریٹجک صوبوں میں سمجھا جاتا ہے۔اس لیے وہ جنوب میں سڑک کے راستے بغلان، پروان اور دارالحکومت کابل سے متصل ہے۔ مغرب میں مزار شریف اور ازبکستان اور شمال میں تاجکستان سے ملتا ہے۔ علاوہ ازیں وہ افغانسان کا سب سے اہم زرعی صوبہ ہے، جو زراعت و کاشت کاری کے لیے انتہائی منافع خیز پیداواری زمینیں رکھتا ہے۔اس کی آبادی ایک ملین سے زیادہ نفوس پر مشتمل ہے۔ جس کی اکثریت دیہاتی علاقوں میں رہتی ہے۔اکثر لوگوں کا پیشہ زراعت ہے۔

جب سے امریکا نے افغانستان پر اپنے ناپاک قدم رکھے ہیں، قندوز مسلسل آزمائشوں اور مصائب کا شکار ہے۔ مافیائی حلقوں اور کرپٹ انتظامیہ نے لوگوں کی روزمرہ زندگی جہنم بنادی ہے۔ خصوصاً اربکیوں کے نام سے انسانیت دشمن عناصر نے لوگوں کا جینا حرام کر رکھا ہے۔ بالآخر لوگ مجبور ہوگئے اور امارت اسلامیہ کی حمایت کرنے لگے۔ اس طرح قندوز کے وسیع علاقے امارت اسلامیہ کے زیرنگین آگئے۔ قندوز کے عوام بیرونی جارحیت پسندوں اور ان کے داخلی کٹھ پتلیوں سے نفرت کرتے ہیں۔ جو علاقے بیرونی قوتوں اور کابل انتظامیہ کے حلقہ اقتدار سے آزاد ہیں، وہاں لوگ نسبتاً سکون اور آرام محسوس کرتے ہیں۔ کیوں کہ جو علاقے بیرونی جارحیت پسندوں کے زیرقبضہ ہیں، وہاں ہر وقت اور ہر لمحہ امریکی جارحیت پسندوں کی جانب سے چھاپوں کا خطرہ رہتا ہے۔ امارت اسلامیہ کے علاقوں میں ہر بندہ اپنی عزت وآبرو محفوظ سمجھتا ہے۔

یہ بات ٹھیک ہے کہ جو علاقے امارت کے زیرقبضہ ہیں، زندگی کی بہت سی سہولیات وہاں ناپید ہیں، البتہ کے حوالے سے وہاں لوگ مطمئن ہیں۔ان کی عزت اور ناموس محفوظ ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں، جو کسی مسلمان کے لیے زندگی کی قیمت پر اہمیت رکھتی ہیں۔ یہی وجہ ہے لوگ پھر سے مجاہدین کو بلا رہے ہیں۔ انہیں خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔ ان کے ساتھ جانی ومالی تعاون کررہے ہیں۔ جو علاقے بیرونی جارحیت پسندوں یا کابل انتظامیہ کے زیرقبضہ ہیں، وہاں کے حکام اور فوجی بہت سی بداخلاقیوں، بے راہ رویوں اور منشیات و جرائم میں ملوث ہیں۔ وہ مختلف بہانوں سے لوگوں کو اذیتیں دیتے ہیں۔ ان پر مظالم ڈھاتے ہیں۔ لوگوں کی عزت وناموس پر بھی ہاتھ ڈالنے سے گریز نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ منشیات کے کاروبار میں حکومت کے بڑے بڑے حکام شریک ہیں۔ انہوں نے اس کے لیے خاص گروپ بنا رکھے ہیں۔ یہ گروپ ان علاقوں میں زیادہ فعال ہیں، جو بیرونی سرحدوں سے متصل ہیں۔ چوں کہ قندوز کی سرحدیں تاجکستان کے ذریعے وسطی ایشیا سے لگتی ہیں اور یہاں سے منشیات وسطی ایشیا کو لے جائی جاتی ہیں، اس لیے اس علاقے میں ایسے گروپ اور جتھے موجود ہیں، جن سے عام لوگوں کی زندگیوں کو شدید خطرہ لاحق رہتا ہے۔ جو علاقے امارت کے زیرنگین ہیں، وہ علاقے ایسے شرپسند عناصر سے پاک ہیں۔ اس لیے یہاں کے عوام مجاہدین کو چاہتے اور ان سے تعاون کرتے ہیں۔

دشت آرچی قندوز کا ایک ضلع ہے۔ اس ضلع کے ایک گاؤں 'دفتنان' میں ہاشمیہ نام سے ایک مدرسہ ہے۔ اس میں اسلامی علوم کی تدریس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم حفظ کیا جاتا ہے۔ یہاں ہر سال بڑی تعداد میں حفاظ اور علماء فاضل ہوتے ہیں۔ اس سال بھی بڑی تعداد میں علماء اور حفاظ کرام کو دستار فضیلت پہنائی جارہی

تھیں۔ جس کے لیے ایک بڑے پروگرام کا انعقاد کیا گیا تھا۔ اس میں مختلف اضلاع اور علاقوں سے بڑی تعداد میں لوگ شریک تھے۔ جب ختم بخاری پروگرام جاری تھا، امریکا نے اپنی کٹھ پتلیوں کے تعاون سے ڈرون طیاروں سے اس تقریب کو نشانہ بنایا۔ جس میں ایک سو ستر سے زائد حفاظ اور علماء شہید ہوگئے۔ ساڑھے تین سو سے زیادہ زخمی ہوئے۔

جس طرح ہندوستان، بنگال اور پاکستان میں ہر سال ماہِ رجب میں دستار بندی کی تقریب ہوتی ہے۔ افغانستان میں بھی اسی طرح مدارس کی جانب سے ایسی تقاریب منعقد ہوتی ہیں۔ دینی علوم کے فضلاء اور قرآن کریم کے حفاظ کو دستار فضیلت پہنائی جاتی ہے۔ سوشل میڈیا پر جو تصاویر نشر ہوئی ہیں، ان میں موجود حفاظ کرام کے نورانی چہروں میں عزت و شرف کا نور چمکتا نظر آتا ہے۔ ان کے سروں پر سفید پگڑیاں اور گلے میں پھولوں کے ہار ہیں۔ افسوس امریکا اور اس کی کٹھ پتلیوں نے ان کی امیدیں خاک میں ملادیں۔ انہیں خون میں نہلادیا۔ ان کی سفید پگڑیاں اور سفید کپڑے خون میں رنگین کردیے۔ ان کے جسموں کے ٹکڑے ہوا میں اڑادیے۔ غلام میڈیا نے فوراً ہی خبر جاری کردی کہ کابل انتظامیہ نے مجاہدین کا اہم مرکز اور ان کے اجلاس کو نشانہ بنایا ہے۔ جب سوشل میڈیا پر ان بچوں کی تصاویر شائع ہوئیں تو دیکھا گیا کہ ان معصوموں کی لاشیں ٹکڑے ٹکڑے ہوئی پڑی ہیں۔ غلام میڈیا چھپا کر مسلمانوں، خصوصاً دینی مراکز پر ہونے والے امریکی حملوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔

ہر زندہ ضمیر انسان جانتا ہے کہ امریکا اسلام کا دشمن ہے۔ اتنی بڑی تعداد میں حفاظ کرام کا قتل عام کیا معنی رکھتا ہے؟ امریکا ہر اس شخص کو اپنا دشمن سمجھتا ہے، جو قرآن اور مدرسے سے نسبت رکھتا ہے۔ امریکا کے لیے افغانستان میں ایسی دینی مجالس قابل برداشت نہیں ہیں۔

سترہ سال سے وہ اس کوشش میں ہے کہ کسی طرح افغانوں کو دین سے دور کیا جا سکے۔ اس کے لیے بہت سی کوششیں اور سازشیں کی گئیں۔ جب کہ اس کے مقابلے میں اسلام اور قرآن کے پیروکاروں میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

امریکا افغانستان میں لوگوں کی دین سے محبت کم کرکے مغربی فکر کو بڑھانا چاہتا ہے۔ مگر وہ ناکام ہے۔ بلاشک و شبہ اشرف غنی اور عبداللہ نے یہ وحشیانہ جرم کرکے مسیلمہ کذاب کی تاریخ دہرائی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کے دور خلافت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے خلاف جہاد کا اعلان کردیا۔ اس جنگ میں مسیلمہ کذاب نے بارہ سو سے زیادہ صحابہ کرام کو شہید کردیا۔ ان میں 700 صحابہ کرام قرآن کریم کے حفاظ تھے۔

آج افغانستان میں اس قدر بڑی تعداد میں لوگ شہید ہوئے، جن میں سے اکثر حفاظ کرام تھے۔ اس طرح کٹھ پتلی انتظامیہ کا یہ ایک ناقابل معافی جرم ہے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کی جانب سے جاری اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ دشمن کی جانب سے دستار بندی کی تقریب پر حملے سے ثابت ہوتا ہے کہ اب امریکا امارت اسلامیہ کے خلاف آمنے سامنے جنگ نہیں لڑ سکتا۔ اس لیے وہ اپنی شکست کا بدلہ افغان عوام سے لے رہا ہے۔

امارت اسلامیہ ایسے مظالم کی شدید الفاظ میں مذمت کرتی ہے۔ اس کا انتقام لینے کے حوالے سے اپنے عزم کا اعادہ کرتی ہے کہ ان شاء اللہ ضرور بالضرور اس ناقابل معافی جرم کے مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے گا۔ اب افغان عوام کو مزید انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ اُسے چاہیے کہ وہ مجاہدین کی صفیں مضبوط کرے۔ اب عالمی انسانی حقوق کی تنظیمیں اور عالمی برادری دنیا کو سچ بتادیں۔

اس واقعے پر مصنفین، مبصرین اور صحافی اپنا منصفانہ کردار نبھائیں۔ اللہ تعالیٰ شہداء کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے خاندانوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ظالموں کو نیست و نابود فرمائے۔ آمین۔

القدس اور ٹرمپ

حسن مومند

صدر ٹرمپ بہت تیزی سے ان وعدوں کی تکمیل کے لیے عملی اقدامات کر رہے ہیں، جو انہوں نے صدارتی انتخابات میں اپنی مہم کے دوران کیے تھے۔ وہ نیک نامی اور بدنامی کا فرق کیے بغیر تمام اقدامات کر رہے ہیں۔ اسرائیل میں امریکی سفارت خانے کی تل ابیب سے القدس منتقلی اُنہی میں سے ایک ہے۔

مسجد حرام اور مسجد نبوی کے بعد مسجد اقصیٰ مسلمانوں کے لیے سب سے مقدس مقام ہے۔ اسرائیل جانتا ہے کہ وہ مشرق وسطیٰ کے قلب میں فلسطین جیسی مقدس سرزمین میں اسرائیلی حکومت کا وجود اسلامی دنیا، خصوصاً فلسطین سے متصل عرب ممالک کے لیے قابل تسلیم نہیں ہوگا۔ اس لیے اُس نے عسکری میدان میں خود کو منظم اور نمایاں کیا۔ اپنی آبادی بڑھانے کے لیے ساری دنیا سے آنے والے یہودیوں کے لیے بہت سے وسائل اور سہولیات فراہم کر رکھی ہیں۔

اسرائیل کے مقابلے میں عربوں نے اسرائیل کو تسلیم نہ کرنے اور ختم کرنے کے صرف نعرے ہی لگائے۔ اسرائیل کے عسکری مقابلے کے لیے کوئی مناسب تیاری نہیں کی۔ جب 1967 میں عربوں اور اسرائیل کے درمیان جنگ ہوگئی تو اسرائیل اپنی اچھی تیاری اور مغرب کی مدد کے باعث جنگ جیت گیا۔ شام و مصر جیسے بڑے عسکری سورما ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوئے۔ اسرائیل نے پورے فلسطین پر قبضہ کر کے خود کو مستحکم کر لیا۔

یہودیوں نے مغرب کے تعاون سے اسرائیل کو ہر لحاظ سے مضبوط کر رکھا ہے۔ حتیٰ کہ بہت سے تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ اسرائیل ایک ایٹمی طاقت بن چکا ہے۔ دوسری طرف دنیا کے مالیاتی اداروں پر ان کا قبضہ ہے۔ اس لیے مغربی ممالک اور خصوصاً امریکا انہیں خوش رکھتا ہے۔ ان کا ہر ناجائز مطالبہ بھی تسلیم کرتا ہے۔ ٹرمپ کا حالیہ اعلان بھی یہودیوں کو خوش کرنے کی ایک کوشش ہے۔ سلامتی کونسل کے مستقل اور عارضی 15 ارکان میں سے 4 ارکان نے یہ اعلان مسترد کرتے ہوئے فلسطینی مسلمانوں کی حمایت میں رائے دی، جسے امریکا نے ویٹو کر دیا۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں بھی امریکا کو شدید ذلت کا سامنا کرنا پڑا، مگر امریکا نے یہ ہٹ دھرمی پوری کر ہی دی۔

ٹرمپ کی حرکتوں کو دیکھا جائے تو وہ بہت احمق نظر آتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بہت مکار اور اسلام دشمنی میں بہت ضدی ہیں۔ وہ اقتدار کے انتہائی حریص ہیں۔ وہ مسلمانوں کو اذیت اور تکلیف دے کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ امریکا سفارت خانے کی منتقلی سے مشرق وسطیٰ میں بدامنی بڑھانا چاہتے ہے۔ امریکا میں موجود یہودی اور تمام اسلام دشمن حلقے ٹرمپ کے اس اقدام سے بہت خوش ہیں۔ اس خوشی کی بنیاد پر ممکن ہے ٹرمپ آئندہ انتخابات میں بھی کامیاب ہو جائیں۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو اس سے دنیا بدامنی کی آماج گاہ بن کر رہ جائے گی۔ ٹرمپ کے لیے یہ ایک مثبت پوائنٹ ہے کہ وہ 'بے عزتی پروف' آدمی ہیں۔

یہ دنیا کے طاقت ور ممالک کی ذمہ داری ہے کہ ٹرمپ کے اس اقدام کے خلاف کھڑے ہوں۔ دنیا کو بدامنی سے بچانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

امارت اسلامیہ اُمت کی خیرخواہ

ملا محمود

امارت اسلامیہ نے تاریخی مزاحمت کے ذریعے افغانستان کی سالمیت و استحکام، حریت و آزادی اور اسلامی روایات و تہذیب و تمدن کے خاتمے کے خلاف دنیا کی سپر پاور کوناکوں چنے چبوائے ہیں۔ اسے حیران و پریشان کر رکھا ہے کہ کس مخلوق سے سامنا ہے۔ امریکا محض افغانستان کے کلچر اور تہذیب و تمدن پر حملہ آور نہیں، بلکہ وہ خصوصی طور پر اسلام کا خاتمہ چاہتا ہے۔ جب کہ اسلام رہتی دنیا تک غالب رہنے کے لیے آیا ہے۔ آج سترہ سال بعد امریکا نے کچھ سوچنا شروع کیا ہے کہ وہ جس مقصد کے لیے جنگ لڑ رہا ہے، وہ ہاتھ آنے والا نہیں ہے۔ ایسے میں وہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے جائز و ناجائز طریقے اختیار کر کے اپنی شکست چھپانے کی کوشش میں ہے۔ ہر نیا سورج استعمار کی ناکامی کا پیغام لے کر طلوع ہو رہا ہے۔

الحمد اللہ مجاہدین نے میڈیا میں بھی جارح دشمن کا بھرم توڑ دیا ہے۔ افغانستان میں استعماری فوج کی ناک کے نیچے باقاعدہ ریڈیو اسٹیشنز کھول رکھے ہیں، جن میں افغانستان کے طول و عرض میں غاصب قوتوں کے خلاف آپریشنز کے لمحہ بہ لمحہ احوال نشر کیے جاتے ہیں۔ پرنٹ اور سوشل میڈیا پر تو عرصے سے مؤثر کام ہو رہا ہے۔

دشمن نے ایک عرصے تک مجاہدین کے خلاف یہ پروپیگنڈا کیا کہ وہ بے گناہ شہریوں کو قتل کر رہے ہیں۔ جب کہ اس پروپیگنڈے کا تب وقت کھل گیا، جب مجاہدین کابل کے کانٹی نینٹل ہوٹل پر حملے میں افغانوں اور غیر ملکیوں کو الگ کر رہے تھے۔ غیر ملکیوں کو قتل کیا گیا، جب کہ افغانوں کو چھوڑ دیا گیا۔ اس دوران مجاہدین نے عمل سے ثابت کیا کہ کوئی بھی افغان ان کے حملوں کا نشانہ نہیں بنا۔ حال ہی میں امارت اسلامیہ کی جانب سے جاری ایک اعلامیے میں واضح کیا گیا کہ 'ہماری جنگ صرف غاصب فوج کے خلاف ہے۔ اگر کچھ افغان ہمارے حملوں کا نشانہ بنتے ہیں تو صرف اس لیے کہ وہ دشمن کی صفوں میں مجاہدین کے خلاف عملی طور پر حصہ دار ہیں۔ جو بھی دشمن فوج کی صفوں میں مجاہدین اور افغانستان کے مظلوم عوام کے خلاف لڑ رہے ہیں، اگر وہ لڑنا چھوڑ دیں تو ان سب کے لیے امارت کی طرف سے عام معافی کا اعلان موجود ہے۔ مزید یہ کہ ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کی ضمانت بھی موجود ہے۔ بعد ازاں ان پر یہ پابندی بھی نہیں عائد کی جائے گی کہ وہ اب مجاہدین کے ساتھ شانہ بشانہ دشمن کے خلاف لڑیں، بلکہ صرف دشمن کی صفوں سے نکل کر اپنے اہل و عیال کو غم اور پریشانیوں میں گرفتار کرائیں۔'

یہ فراخ دلانہ اور وسیع سوچ و نظریہ صرف نبوی تعلیمات کے حاملین کا ہی ہو سکتا ہے، جو اپنی تمام انفرادی خواہشات کو بالائے طاق رکھ کر صرف اعلائے کلمۃ الحق کے لیے برسرپیکار ہیں۔ یہ صورت حال واضح کرتی ہے کہ امارت اسلامیہ کس قدر اپنے شہریوں کا خیال رکھنے والی ہے۔

مغربی میڈیا کے اس پروپیگنڈے میں بالکل صداقت نہیں ہے کہ مجاہدن بے گناہ شہریوں کو مار رہے ہیں۔ امارت اسلامیہ سترہ سال سے افغانوں کی آزادی کی جنگ لڑ رہی ہے۔ پھر ان پر یہ الزام کہ وہ بے گناہ شہریوں کو مار رہے ہیں، حقیقت کو بھٹلانے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

عفرین میں ترکی امریکا آمنے سامنے

حسن مومند

ترکی میں کردوں کی علیحدگی پسند تحریک 'پی کے کے' سے تعلق رکھنے والے شامی کردوں کی دو مشہور تنظیموں 'پی وائی ڈی' اور 'وائی پی جی' کو امریکا کی جانب سے اسلحہ فراہمی کا سلسلہ گزشتہ کچھ عرصے سے بہت تیزی سے جاری ہے۔ مذکورہ دونوں تنظیمیں P.K.K کا شامی بازو ہیں۔ دونوں کا ہدف ترکی اور شام کی تقسیم اور کرد حکومت کا قیام ہے۔ ترکی نے کئی مرتبہ اپنی ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے کھل کر کہا کہ 'اسلحہ فراہمی ترکی کے مفادات کے خلاف ہے۔' ترکی نے امید ظاہر کی کہ امریکا یہ غلطی ختم کرکے اپنے 70 سالہ دوستی کے مطالبے پر توجہ دے گا۔ ترکی کا کہنا ہے کہ امریکا ترکی کی سرحد پر دہشت گرد تنظیم P.K.K سے تعلق رکھنے والی مذکورہ دو تنظیموں کے ذریعے S.D.G کے نام سے نئی مسلح فوج بنانا چاہتا ہے۔ اس فوج کی تعداد 30 ہزار ہوگی۔ اس کا مقصد کردوں کے علاقے کا تحفظ اور دشمن حملوں کی روک تھام ہوگا۔ ترکی کا کہنا ہے امریکا کے اشارے پر کرد شام اور ترکی کی سرحد پر اپنے لیے آزاد ملک قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

طیب اردگان نے فرانس کے دورے پر روانگی سے قبل اتاترک ائیرپورٹ پر پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شام کے حوالے سے امریکا کی دورخی پالیسی پر شدید تنقید کی۔ اس دورنگی کو امریکا کے لیے ناقابل تلافی نقصان کا باعث قرار دیا۔ طیب اردگان نے ٹرمپ کو دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ وہ نئی فوج کے قیام اور اسلحہ فراہمی سے دست بردار ہو جائیں، ورنہ ترکی نے جس طرح 'فرات ڈھال' کے نام سے کامیاب فوجی کارروائی کرکے شام کے 'جبرالوس' اور ادلب میں اپنے دشمن کا خاتمہ کیا تھا، اسی طرح امریکا کے ہاتھوں بنی فوج کا بھی خاتمہ کر دیا جائے گا۔ اردگان نے مزید کہا کہ امریکی طیاروں اور ٹرکوں کے ذریعے کردوں کے پاس آنے والا اسلحہ بلیک مارکیٹ میں فروخت ہو رہا ہے۔ امریکا جس اژدھے کو دودھ کو پلا رہا ہے، وہی اس کو ڈسے گا۔

امریکا مذکورہ معاملے پر توجہ دینے کے بجائے اس آگ پر مزید تیل چھڑک رہا ہے۔ شام میں امریکی فوج کے سربراہ نے اعلان کیا کہ ہم شام اور ترکی کی سرحدوں کے پاس کردوں کی 30 ہزار سرحدی فوج جلد از جلد مسلح کرکے اُسے تربیت دیں گے۔ ترکی کے وزیر خارجہ مولو چاؤش نے امریکی ہم منصب ٹلرسن سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور اپنے خدشات واضح کرکے امریکا کو یہ سب نہ کرنے کا مشورہ دیا۔ ٹلرسن نے اپنے ترک ہم منصب کو جھوٹا اطمینان دلانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا کہ ذرائع ابلاغ کے خبروں اور رپورٹوں پر یقین نہ کریں۔ امریکا نے کسی بھی فوج یا ملیشیا کے قیام کا منصوبہ نہیں بنایا۔ ان خبروں کے جواب میں چاؤش نے ٹلرسن کے سامنے شام میں امریکی فوج کے سربراہ کی باتیں پیش کر دیں۔ ٹلرسن نے جان چھڑاتے ہوئے کہا کہ وہ ان باتوں اور حالات کا از سر نو جائزہ لیں گے۔ باوجود یہ کہ امریکا نے ترکی سے وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ نئی کرد فوج قائم نہیں کرے گا، مگر وہ عملاً نئی فوج کو اسلحہ فراہمی اور تربیت دے رہا ہے۔ ترکی نے بھی امریکا کے مقابلے میں فوری رد عمل ظاہر کیا اور کھل کر کہا کہ ترکی شمالی شام میں امریکا کی جانب سے کردوں کو مسلح نہ کرنے کے حوالے سے امریکا کے وعدے سے مطمئن نہیں ہے۔

امریکا نے اس دھمکی سے کوئی اثر نہیں لیا۔ جس پر ترکی نے 19 جنوری 2018 کو شام 7 بجے سرحدی شہر عفرین پر بمباری کا آغاز کر دیا۔ حملوں سے قبل صدر اردگان روس اور ایران کی حمایت حاصل کرنے کے لیے دونوں ممالک سے رابطے میں رہے۔ روس نے شام کی سرحد پر ترک طیاروں کا راستہ روکنے کے لیے پہلے ہی ایس 400 ایس 500 میزائل نصب کر رکھے ہیں۔ اس لیے ترکی نے شام کے کسی خطے پر حملے کے لیے روس کی حمایت اور اجازت کو ضروری سمجھا۔ اس کے لیے ترکی چیف آف آرمی جنرل خلوصی اقار اور انٹیلی جنس چیف حقان فدان نے روس کا دورہ کیا، جہاں مسلح فوج کے سربراہ اور دیگر اعلیٰ حکومتی عہدے داروں سے ملاقاتوں کے بعد شام کی فضائی حدود میں داخل ہونے اور عفرین پر فضائی حملے کی اجازت حاصل کی گئی۔ عفرین حملے سے قبل ترکی نے روس، ایران، امریکا، برطانیہ، فرانس، چین اور شام میں موجود اپنے تمام سفیروں کو وزارت خارجہ میں بلایا اور عفرین پر شروع ہونے والے حملے کے حوالے سے بریفنگ دی۔

مسلح ملیشیا کی صورت میں کردوں کی توسیع کا قوی اندیشہ تھا، اس لیے ترکی نے پہل کر دی۔ طیب اردگان نے کہا کہ عفرین میں فوجی کارروائی جاری ہے۔ اس کے بعد منبج کی باری ہے۔ منبج عفرین کے مشرق میں واقع ایک سرحدی شہر ہے۔ ترکی نے اس حملے میں تمام وسائل اپنے ہی استعمال کیے، تاکہ بیرونی وسائل کے

استعمال سے پابندیوں کا شکار نہ ہو جائے۔ ترکی نے ابتدائی تین دنوں میں ہی قابل ذکر کامیابی حاصل کرلی اور کردوں کے 153 فوجی مراکز پر قبضہ کر لیا۔ یاد رہے فری سیرین آرمی نے کردوں کے خلاف ترک فوج کی حمایت کی ہے۔ حلب کے علاقے مارع میں کردوں کے ایک مسلح گروپ نے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔ ترک فوج کے مقابلے میں کرد حسب توقع کارکردگی نہیں دکھا سکے۔ ترک فوج بہت تیزی سے آگے بڑھی، جس نے امریکا کو شدید گھبراہٹ کا شکار کر دیا ہے۔ صدر ٹرمپ نے ترک صدر سے ٹیلی فون پر رابطہ کر کے مطالبہ کیا ہے کہ جتنا جلد ہو سکے، عفرین میں مسلح کارروائی ختم کی جائے۔ طیب اردگان نے ٹرمپ کا یہ مطالبہ مسترد کر دیا اور اپنی جماعت کے مرکزی دفتر میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اپنے مقاصد تک پہنچنے اور دہشت گردوں کے خاتمے تک ہم رکنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔ میں صدر ٹرمپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے افغانستان میں عسکری کارروائی شروع کی تو کتنا جلدی اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا؟ افغانستان میں 17 اور عراق میں 15 سالوں سے فوجی کارروائی جاری ہے اور ختم نہیں ہو رہی۔ ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ عراق اور افغانستان میں آپ کی کارروائی کب ختم ہو گی؟ جب ترکی نے اپنی سرحدوں کے تحفظ کے لیے کارروائی شروع کی ہے تو ہم سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ جلد از جلد یہ کارروائی ختم کی جائے!

امریکا نے کردوں کے خلاف ترکی کے آپریشن کی پیش رفت روکنے کے لیے دہشت گرد تنظیموں وائی پی جی اور پی وائی ڈی کو مزید اسلحہ نہ دینے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ اس حوالے سے امریکا کے قومی سلامتی کے مشیر اچ ار میک ماسٹر نے ترک صدر کے ترجمان ابراہیم قالن سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ امریکا خطے کے جنگجو کردوں کو مزید اسلحہ فراہم نہیں کرے گا۔ مگر ترکی نے پھر بھی اپنا مدعا امریکا پر واضح کر دیا کہ جب تک خطے سے تمام دہشت گردوں کا خاتمہ نہیں ہو جاتا، تب تک فوجی کارروائی جاری رہے گی۔ ترکی زیتون شاخ نامی حالیہ عسکری کارروائیوں میں اب تک 7 سو کرد جنگجوؤں کو ہلاک کر چکا ہے۔ شامی انتظامیہ نے ترکی کی مذمت کرتے ہوئے حلب کے وسطی علاقے سے عفرین تک جانے والے راستے بھی کھول دیے ہیں، تاکہ ترک فوج کے خلاف جنگ میں حلب سے عفرین کے کردوں کی مدد کی جا سکے۔ ترک فوج کی جانب سے شائع ہونے والے اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ 'یہ کارروائی عالمی اصولوں کے مطابق ہے۔ شام کی خود مختاری اور سالمیت کو اس سے خطرہ نہیں ہوگا۔ کوشش کی جائے گی کہ ایک بھی عام شہری کو نقصان نہ پہنچے۔ ہمارا ہدف دہشت گرد تنظیم پی کے کے کا شامی ونگ پی وائی جی ہے، جس نے 2014 سے اس علاقے پر قبضہ کر کے علاقائی امن کو خطرے سے دوچار کیا ہے۔

پی کے کے شام اور ترکی کے سرحد پر آزاد کردستان کا قیام چاہتی ہے۔ اسی لیے اس نے ترک حکومت کے خلاف جنگ کا آغاز کیا ہوا ہے۔ ترکی کے جنوبی حصے میں بہت سے بم حملے اور سیکورٹی فورسز پر حملے کیے ہیں۔ جہاں حکومت نے بھی ان کے خلاف بہت سی کارروائیاں کی ہیں۔ طیب اردگان نے کہا ہے کہ جو لوگ ہماری فوج کو 'جارح فوج' کہتے ہیں، ان کی اپنی تاریخ جارحیت سے بھری پڑی ہے۔ ہماری نظریں شام کی زمین پر نہیں ہیں۔ ہم عفرین میں اس لیے گھسے ہیں کہ دہشت گردوں کا خاتمہ کر دیں۔ یہ علاقہ ان عربوں کے لیے رہائش کے قابل بنا دیں، جو نسل پرست کردوں کی جانب سے اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں۔ ہم نے الباب اور جرابلس میں یہی کیا۔ ہم نے فرات ڈھال نامی فوجی آپریشن کے نتیجے میں جو علاقے خالی کروائے تھے، ان میں تعمیر نو کے کام کیے ہیں۔ وہاں سے بے گھر ہونے والے ایک لاکھ تیس ہزار افراد کو دوبارہ وہاں آباد کیا ہے۔ ہم نے عفرین اور ادلب میں بھی یہی کیا۔ ہم مغربی طاقتوں کی طرح لوگوں کی زمینوں پر قبضہ نہیں کرتے اور نہ ہماری تاریخ میں ایسا کچھ ہے۔ ہم اکیلے نہیں ہیں۔ ساری دنیا کے مسلمانوں کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں۔ ہم کامیاب اور دشمن ناکام ہے۔

قارئین کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ امریکا کردوں کو مسلح اور مالی لحاظ سے مضبوط کر کے کیا حاصل کرنا چاہتا ہے؟ اسلامی ممالک کی شکست و ریخت امریکا کا وہ ہدف ہے، جو اب بہت واضح ہے۔ جب شامی کرد آزاد و خود مختار ملک کے قیام کی بات کرتے ہیں تو امریکا کے لیے شام کی تقسیم کا یہ بہترین موقع ہے۔ دوسرا اہم مقصد شام میں اپنے مخالفین کے لیے مسائل پیدا کر کے ان کا راستہ روکنا ہے۔ شام میں امریکا اور اس کے اتحادیوں برطانیہ، فرانس، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور کچھ دیگر یورپی اور خلیجی ممالک وہ ممالک ہیں، جو بشار الاسد انتظامیہ کے مخالفین اور جاری جنگ کے فریق سمجھے جاتے ہیں۔ روس اور ایران بشار الاسد کے ساتھ کھڑے ہیں۔ چین بھی بشار الاسد کی بقا چاہتا ہے۔ وہ شام میں روسی سیاست کی حمایت کرتا ہے۔ اگرچہ ترکی شروع سے بشار الاسد کے مظالم کے خلاف تھا اور اس کے مظالم سے متاثر شامی مہاجرین کو اپنے ملک میں پناہ دی ہے، مگر اس کے ساتھ وہ شام میں امریکی موجودگی اور شام کی تقسیم کا بھی مخالف رہا ہے۔ 2016 میں امریکا کی جانب سے ترکی میں برپا ہونے والی ناکام بغاوت کی وجہ سے ترکی و امریکا کے تعلقات کشیدہ ہیں۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ ترکی شروع ہی سے شام میں امن اور جنگ کے خاتمے کے لیے کوشاں رہا ہے۔

شام سے متعلق روس کی قیادت میں قائم اتحاد کا پلڑا بھاری ہے۔ اس اتحاد کی بہت سی کانفرنسیں کی جا چکی ہیں۔ روس کے جنوبی شہر سوچی میں حال ہی میں منعقد ہونے والی کانفرنس قابل ذکر ہے۔ ترکی قیام امن کی کوششوں کا حامی ہے۔ شام کے پڑوسی اور خطے کے اس اہم ترین ملک کی تائید روسی اتحاد کے لیے بہت اہم ہے۔ جب کہ امریکا کے لیے یہ بہت بھاری حملہ تھا۔ اس لیے امریکا نے کردوں کو مسلح کر کے اسے سزا دینا چاہی اور اس کا خیال تھا کہ ترکی پر بہت مؤثر دباؤ پڑے گا۔ اس طرح وہ روس کے تعاون سے دست بردار ہو جائے گا۔ مگر ایسا کچھ نہیں ہو سکا۔

8 ثور ایک خوشیوں بھرا دن تھا

شاہد عزیوال

1371 ہجری شمسی سال کے مہینے ثور کی آٹھ تاریخ کمیونزم کے خلاف جہادی کامیابی کا تاریخی دن ہے۔ اس تاریخی دن میں سوویت ریچھ کا یہ اندازہ غلط ثابت ہوا کہ اگر ہمارا ٹینک چین کا دریائے آمو عبور کر گیا تو پھر ہند کے گرم پانیوں کے پاس ہی پڑاؤ ہو گا۔ یہ سوویت جارحیت کے خلاف افغان مجاہد عوام کی ڈیڑھ ملین قربانیوں اور سرفروشیوں کا شان دار دن ہے۔

ثور کی آٹھ افغان تاریخ میں جہادی کامیابی کا دن ہے۔ تاریخی لحاظ سے یہ عظمتوں سے بھرپور دن ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ یہ دن بھی دیگر ایام کی طرح باقاعدگی سے منایا جاتا۔ بدقسمتی سے یہ قابل قدر دن چند بے حمیت لوگوں کے لالچ کا شکار ہو گیا ہے۔ یوں اسے لاکھوں شہدا کے خون سے ملنے والی برکت و عظمت خاک میں مل گئی۔

جب ثور کی آٹھ تاریخ کو کیمونزم مجاہدین کے ہاتھوں تباہ ہو گیا اور چند لوگ کابل کے اقتدار پر قابض ہوئے تو اس کے ساتھ ہی اقتدار اور کرسی کی جنگ کا آغاز ہو گیا۔ روس کے خلاف فتح میں حاصل شدہ تمام اعزازات اس باہمی خانہ جنگی کی وجہ سے بے حقیقت ہو کر رہ گئے۔ اب جنگ اسلام کے بجائے مفادات کی تھی۔ مفاداتی جنگجوؤں کی جانب سے کابل میں مجاہدین کے نام پر جو کچھ ہوا، وہ یقیناً اسلام، جہاد اور انسانیت کے خلاف ایسے اقدامات ہیں، جس نے انسانیت کو شرمندہ کر دیا تھا۔ مزید ظلم یہ کہ خانہ جنگی کے مرتکب یہ افراد خود کو مجاہدین اور شہداء کے وارث بھی قرار دے رہے تھے۔ جب کہ ان بے شعور اور جاہل لوگوں کا جہاد اور مجاہدین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کے وحشیانہ جرائم نے اس دن کی تمام شان و شوکت تباہ کر کے رکھ دی۔

اگر کل کلاں اللہ تعالی امارت اسلامیہ کو افغانستان کے داخلی مجرموں کے احتساب کی طاقت مہیا کر دے تو اُسے چاہیے کہ آٹھ ثور کے مجرموں کو ماضی کے ملحد مجرموں سے پہلے عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے۔ کیوں کہ یہ لوگ اسلام کے نام پر اسلام کو بدنام کر رہے تھے۔ ان مجرموں کا افغان عوام کے تاریخی اعزازات کی تباہی پر احتساب ہونا چاہیے۔

ان کے حوالے سے افغان عوام کو بتایا جانا چاہیے کہ ملحد کیمونسٹ آپ کے اسلامی اقدار پر حملے کی وجہ سے سزا کے مستحق ہیں تو یہ اسلام کے نام پر خانہ جنگی کرنے والے مجرم کیمونسٹوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ انہیں کیمونسٹوں سے پہلے پھانسی کے پھندے پر لٹکانا چاہیے۔

امارت اسلامیہ اللہ کا نور ہے

عاکف امارتی

بچپن کا وہ لمحہ آج بھی یاد ہے، جب ہم اسکول جا رہے تھے۔ راستے میں ایک لڑکے نے پوچھا کہ 'احمد شاہ مسعود کو کس نے قتل کیا ہے؟' تب ہم مسعود کے صرف نام ہی سے واقف تھے۔ اس سے آگے کچھ بھی علم نہیں تھا۔ البتہ اتنا ضرور یاد تھا کہ ہمارے گاؤں کے امام مسجد کو مسعود ہی کی ملیشیا نے شہید کیا تھا۔ اس لیے اپنے دینی رہنما کے قتل کے بدلے میں مسعود سے طبعی نفرت دل میں موجود تھی۔ میں اسی نفرت کی بنیاد پر مسعود کی موت پر خوش تھا۔ انہی دنوں سنتے رہتے تھے کہ امریکا افغانستان پر حملہ کرنے والا ہے۔ چناں چہ کچھ ہی دنوں بعد یہ سانحہ رونما ہو گیا۔ آناً فاناً فضاء میں امریکی طیارے کوؤں کی طرح اُڑتے دکھائی دینے لگے۔ تب سے ماحول میں چہار سو وحشت کا پھیل گئی ہے۔

مدارس کھنڈرات میں تبدیل کر دیے گئے۔ علماء اور طلباء ہجرت کر گئے۔ جو ہجرت نہ کر سکے، وہ اپنے علاقوں میں امریکا کا ظلم سہنے پر مجبور تھے۔ تب مجھے قرآن کریم کی آیت 'مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلٰى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ' (اللہ ایسا نہیں کر سکتا کہ مؤمنوں کو اُس حالت پر چھوڑے رکھے، جس پر تم لوگ اِس وقت ہو، جب تک وہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے) بہت یاد آئی۔ کیوں کہ بہت سے لوگ گزشتہ دور کے برعکس اب امریکا کے مقابلے میں جہاد تو کیا کرتے، بلکہ اُسی کی صف میں اس کے شانہ بشانہ مجاہدین کے خلاف لڑنے لگے۔ جو لوگ امریکا مخالف تھے، وہ سب اپنا گھر بار چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ پھر بھی ہر دم چھاپے اور موت کا ڈر رہتا تھا۔ کیوں کہ شدت پسند عناصر کے ہاتھ میں کلاشنکوف آ گئی تھی۔ یوں افغانستان کے طول و عرض میں علماء اور طلباء کو تکالیف اور مصیبتیں پہنچائی جاتی تھیں۔ مدارس کو بحق سرکار ضبط کر کے انہیں فوجی مورچے بنایا جانے لگا۔ دیہاتی علاقوں میں خواتین نے بھی پردہ پھینک کر آزادی اور جمہوریت کے حق میں نعرے لگانا شروع کر دیے۔ امارت اسلامیہ کے دور میں متاذی جانے والی چوری، ڈاکے، چرس، ہیروئن سمیت تمام غیر اخلاقی و غیر اسلامی سرگرمیاں دوبارہ شروع ہو گئیں۔ عوام کو اسلام سے برگشتہ کر کے عیسائیت قبول کرنے پر مجبور کیا جانے لگا۔

اللہ تعالی نے اپنی خاص حکمت کے تحت کچھ عرصے بعد مجاہدین کو پھر سے طاقت بخشی اور وہ آہستہ آہستہ سامنے آنا شروع ہو گئے۔ دنیا بھر کے اسلامی و غیر اسلامی ممالک امریکا کو ناقابل شکست قوت تسلیم کر چکے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جو بھی امریکا سے مقابلے کے لیے کھڑا ہو گا، وہ گویا اپنی موت کو خود دعوت دے گا۔ حتی تک کہ بعض کمزور ایمان والے مولوی قرآن کریم کی آیت 'وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ' (اور اپنے آپ کو خود اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو) کی غلط تشریح کر کے لوگوں کا ایمان خراب کرنے لگے۔ جب کہ اللہ تعالی کا ارادہ و مشیت اس سے مختلف تھا، جو لوگوں نے اپنے تئیں سوچ رکھا تھا۔ مجاہدین کے پاس اسلحہ بے حد کم تھا۔ البتہ اُن کی ایمانی قوت نہایت ہی مضبوط تھی۔ وہ اسی طاقت کے بل بوتے امریکا و نیٹو کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ جب ابتدائی طور پر جنگی وسائل کی سخت کمی تھی تو مجاہدین ہر حوالے سے مشکلات سے دوچار تھے۔ انہیں یہ مشکل بھی درپیش تھی کہ عوام کے درمیان دعوت و ارشاد کے تقاضے کیسے پورے کیے جائیں؟

مجاہدین جوں جوں منظم ہوتے گئے، امریکی غرور خاک میں ملتا گیا۔ ہر آنے والا سورج غاصب فوج کے لیے شکست کا پیغام لے کر طلوع ہوتا۔ آج امریکی حملے کو سترہ سال گزر گئے ہیں۔ اس کا دعوی تھا کہ ہم پوست کی کاشت ختم کریں گے۔ کیا وہ ختم ہو گئی؟ جن لوگوں نے امریکا کی اقتصادی قوت پر اعتماد کر کے اُسے ناقابل شکست تصور کیا تھا، کیا ان کا دعوی سچ ثابت ہوا؟ کرزئی صاحب بون کانفرنس میں مجاہدین کو ختم کرنے کی جو یقین دہانیاں کراتے تھے، کیا مجاہدین ختم ہو گئے؟ پوست کی کاشت ملا محمد عمر رحمہ اللہ کے ایک فرمان پر ختم ہو گئی تھی۔ جب کہ امریکا کے آنے کے ساتھ ہی دوبارہ شروع ہو گئی۔ امریکا اقتصادی میدان میں شرمناک صورت حال سے دوچار ہے۔ امریکا کے کاسہ لیسوں کے لیے بری خبر یہ ہے کہ امریکا صفر ہوتا جا رہا ہے۔ امارت اسلامیہ اللہ کا ایسا لشکر ہے، جو کفر کی یلغار سے کبھی بھی ختم نہیں ہو گا۔ یہ مزید طاقت ور ہوتا جائے گا۔ اگر اُسے مادی قوت و طاقت کے ذریعے ختم کیا جا سکتا تو آج مجاہدین کا صرف نام ہی باقی رہتا۔ پوری دنیا کا کفر امارت پر حملہ آور ہے۔ جب کہ وہ اس کا بال تک بیکا نہیں کر سکا۔ کیوں کہ اللہ تعالی کا فرمان پورا ہو کر رہتا ہے۔ 'يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ'۔ (یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے اللہ کے نور کو بجھا دیں، حالانکہ اللہ اپنے نور کی تکمیل کر کے رہے گا۔ چاہے کافروں کو یہ بات کتنی بُری لگے۔)

اب امارت اسلامیہ نے بین الاقوامی شکل اختیار کر لی ہے۔ پوری اسلامی دنیا اس کی پشت پر ہے۔ ایشیا، افریقا اور دیگر ممالک میں مسلمان امارت اسلامیہ کے پرچم اٹھا کر امارت کے حق میں نعرے بلند کرتے ہیں۔ یہ امارت اسلامیہ کی کامیاب سیاسی و جنگی حکمت عملی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

فی زمانہ مدارسِ دینیہ کا اصل مقصد کیا ہو؟

عبدالرحمن

برصغیر میں مغلیہ سلطنت اور عالمی سطح پر خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے کے بعد سے جو دردناک حالات درپیش ہیں، وہ اس بات کے متقاضی ہیں کہ دوبارہ سے دنیا میں خلافت کا نظام قائم کیا جائے۔ تاکہ عالمِ اسلام جس کسمپرسی کی کیفیت سے گزر رہا ہے، وہ ختم کی جا سکے۔ اس حوالے سے عالمِ اسلام کے دانش ور سمجھے جانے والے عالی دماغ طبقے کی خصوصی ذمہ داری ہے کہ مسلمانوں کی کسمپرسی ختم کرنے کے لیے سب سے بنیادی جس اجتماعی عمل کی ضرورت ہے، اُسے اُجاگر کر کے عوام و خواص کے بند ذہنوں کے دریچے کھولے جائیں۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ انگریز نے برصغیر سمیت دنیا بھر میں مسلمانوں کی جڑیں اُکھاڑنے کے لیے اسلامی نظامِ تعلیم کے بخیے اُدھیڑے تھے، جو آج تک رفو نہیں کیے جا سکے۔ جس کی وجہ سے اُمت کا وہ زخمی آج بھی اُسی طرح تازہ اور رِس رہا ہے۔

1857ء کا وہ لمحہ کون بھول سکتا ہے، جب مسلمانانِ برصغیر نے عسکری میدان میں ناکامی کے زخم سہے تھے۔ جس کی بنیاد پر مسلمانوں کے عالی دماغ رہنما مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے یہ طے کیا تھا کہ عسکری میدان کو مزید مضبوط کرنے کے لیے دینی مدارس کی صورت میں عسکری تربیت گاہ کا قیام ازحد ناگزیر ہے۔ چناں چہ امیر المؤمنین حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہم اللہ کی اَن تھک کوششوں سے دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا۔ مولانا سید محمد میاں 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد برصغیر کی صورت حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

'سیاست کے نام پر کوئی تحریک انگریزی پالٹیکس میں حرام تھی۔ 'تنظیم قوم' اول تو خود خطرناک چیز تھی، پھر کسی مقصدِ تنظیم کے بغیر ناممکن۔ تنظیم بذاتِ خود کبھی بھی کامیاب نہیں۔ ہاں کوئی مقصد خود بخود نظم پیدا کر دیا کرتا ہے۔ 'محض وعظ و تبلیغ یا فتویٰ نویسی موجودہ نسلوں کے لیے مفید ہو جاتی ہے، مگر آئندہ کے لیے ان چیزوں میں تحفظِ ملت کی کوئی قوت نہیں۔ 'ہاں ایک چیز اور صرف ایک چیز تھی، جس کا نقشہ عہدِ رسالت علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ و سلام میں صفہ کی صورت میں نظر آیا تھا۔ اب اس کو مدرسہ کی شکل دی گئی۔

(علمائے حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے، حصہ اول، ص:77)

دارالعلوم دیوبند مذکورہ مقصد کے حصول میں کس حد تک کامیاب ہوا، اس بارے میں حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ دارالعلوم دیوبند کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

'دارالعلوم نے اپنی علمی خدمات سے (شمال میں) سائبیریا سے لے کر (جنوب میں) سماٹرا اور جاوا تک اور مشرق میں برما سے لے کر مغربی سمتوں میں عرب اور افریقا تک علومِ نبوی کی روشنی پھیلا دی۔ جس سے پاکیزہ اخلاق کی شاہراہیں صاف نظر آنے لگیں۔ دوسری طرف سیاسی خدمات سے بھی اس کے فضلاء نے کسی وقت بھی پہلو تہی نہیں کی۔ حتیٰ کہ 1803ء سے 1947ء تک اس جماعت کے افراد نے اپنے اپنے رنگ میں بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کیں، جو تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں۔ کسی وقت بھی ان بزرگوں کی سیاسی و مجاہدانہ خدمات پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ خصوصاً! تیرہویں صدی ہجری کے نصف آخر میں مغلیہ حکومت کے زوال کی ساعتوں میں بالخصوص حضرت شیخ المشائخ مولانا حاجی امداد اللہ صاحب کی سرپرستی میں ان دو مریدانِ خاص حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ اور منتسبین و متوسلین کی مساعیِ انقلاب، جہادی اقدامات،

حریت و استقلال کی فدا کارانہ جدوجہد اور گرفتاریوں کے وارنٹ پر ان کی قید وبند وغیرہ سب تاریخی حقائق ہیں، جو جھٹلائے جاسکتے ہیں اور نہ بھلائے جاسکتے ہیں۔ جو لوگ ان حالات پر محض اس لیے پردہ ڈالنا چاہتے ہیں کہ وہ خود اس راہِ سرفروشی میں قبول نہیں کیے گئے تو اس سے خود اُنہی کی نامقبولیت میں اضافہ ہوگا۔ اس بارے میں ہندوستان کی تاریخ سے باخبر اور اربابِ تحقیق کے نزدیک ایسی تحریریں خواہ وہ کسی دیوبندی النسب کی ہوں یا غیر دیوبندی کی، جن سے ان بزرگوں کی ان جہادی خدمات کی نفی ہوتی ہو، لایعبأبہ اور قطعاً ناقابل التفات ہیں۔ اگر حسنِ ظن سے کام لیا جائے تو ان تحریرات کی زیادہ سے زیادہ یہ توجیہ کی جاسکتی ہے کہ ایسی تحریریں وقت کے مرعوب عوامل کے نتیجے میں محض ذاتی حد تک خوف واحتیاط کا مظاہرہ ہیں۔ ورنہ تاریخی اور واقعاتی شواہد کے پیشِ نظر ان کی کوئی اہمیت ہے اور نہ وہ قابل التفات ہیں۔ ان خدمات کا سلسلہ مسلسل آگے تک بھی چلا اور اُنہی متوارث جذبات کے ساتھ ان بزرگوں کے اَخلافِ رشید بھی سرفروشانہ انداز سے قومی وملی خدمات کے سلسلے میں آگے آتے رہے۔ خواہ وہ تحریکِ خلافت ہو یا استخلاصِ وطن... بروقت انقلابی اقدامات میں اپنے منصب کے عین مطابق حصہ لیا۔'

(مجموعہ رسائل حکیم الاسلام، ج7، ص 271،272)

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ (بانی دارالافتاء والارشاد، کراچی) 'قیامِ دارالعلوم دیوبند کا بنیادی مقصد' واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

'یہاں ایک بات خاص طور پر سمجھ لیں اور آگے زیادہ سے زیادہ دوسروں تک پہنچائیں۔ وہ یہ کہ سب لوگ دارالعلوم دیوبند سے متعلق عموماً یہی سمجھتے ہیں کہ یہ صرف ایک علمی ادارہ ہے۔ علوم نبوت کی حفاظت وبقاء کے لیے اس ادارے کی بنیاد رکھی گئی یا اس سے بڑھ کر کچھ لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ دیوبند ظاہری علوم کے علاوہ باطنی فیوض اور احسان وسلوک کا بھی گہوارہ تھا۔ اس ادارے کو چلانے والے تمام علماء صرف جید علماء ہی نہیں، بلکہ اپنے وقت کے صاحبِ نسبت بزرگ بھی تھے۔ بس دارالعلوم دیوبند کا مقصدِ تاسیس لوگ یہی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھنے کا سب سے بڑا مقصد انگریزوں کے خلاف جہاد تھا۔ یہ بات آج کے اکثر علماء کی نظروں سے اوجھل ہے۔ دیوبند کو صرف علم وتحقیق اور درس وتدریس کا مرکز سمجھتے ہیں۔ جب احسن الفتاویٰ کی ساتویں جلد شائع ہونے لگی تو مجھے خیال آیا کہ دارالعلوم دیوبند کا یہ پہلو بھی لوگوں پر ظاہر کرنا چاہیے۔ اس لیے کتاب کے شروع میں جہاں فہرست ختم ہوتی ہے، اس سے اگلے ورق پر ایک جانب دارالعلوم دیوبند کے دارالتفسیر اور دارالحدیث کی پُرشکوہ عمارت کا نقشہ دیا ہے۔ اور اسی ورق کے دوسری جانب جہاد کا جھنڈا بنایا ہے، تاکہ دیکھنے والوں کو یقین آجائے کہ دارالعلوم دیوبند کے قیام کا اصل مقصد دنیا میں علمِ جہاد بلند کرنا ہے۔ اسی طرح خانقاہ تھانہ بھون کو اس زمانے کے علماء بھی خانقاہ ہی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ تو جہاد کا مرکز تھا۔ اور جہاد کا آغاز ہی وہیں سے ہوا تھا۔

امیر المؤمنین حضرت حاجی امداد اللہ اور آپ کے خلفاء حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی رحمہم اللہ تعالیٰ کے علم وعرفان اور بزرگی کے واقعات تو لوگوں میں بہت مشہور ہیں، مگر یہ بات بہت کم لوگوں کے علم میں ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو جہاد کے لیے امیر المؤمنین منتخب کیا گیا تھا۔ اور آپ کی امارت کے تحت جلیل القدر خلفاء حضرت گنگوہی، حضرت نانوتوی اور حضرت حافظ محمد ضامن شہید رحمہم اللہ نے جہاد کے بہت بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ تصوف اور بزرگی کے واقعات لوگ دل چسپی سے سنتے اور پڑھتے ہیں۔ ان واقعات کو ذہنوں میں محفوظ بھی رکھتے ہیں۔ مگر جہاد سے چوں کہ دل چسپی نہیں، اس لیے جہاد کے واقعات کو نہ کوئی اہمیت دیتے ہیں نہ ہی یاد رکھتے ہیں۔

جذبۂ جہاد تو ہر مسلمان کے خمیر میں تھا، لیکن انگریز مردود نے یہ جذبہ مسلمانوں کے ذہنوں سے کھرچ کر ایسا صاف کردیا کہ وہ جہاد کی تیاری یا جہاد کی گفتگو تو درکنار، جہاد سے متعلق کچھ سوچنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ دل میں جہاد کا خیال آنا بھی گویا ایک گناہ کا وسوسہ ہے۔ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ صرف مولوی یا صوفی ہی نہیں تھے، بہادر مجاہد بھی تھے۔ شاملی کے جہاد میں حضرت گھمسان کی جنگ لڑتے لڑتے تھوڑی دیر کے لیے میدانِ جنگ سے ایک طرف کو ذرا دم لینے کے لیے کھڑے تھے۔ انگریزی فوج کا ایک دیوپیکر عفریت قالب سکھ سپاہی، جو جسامت میں حضرت

نانوتوی سے چار گنا زیادہ تھا، اس نے دور سے حضرت نانوتوی کو میدان کے کنارے دیکھا تو غصے میں لپک کر اس طرف آیا اور حضرت نانوتوی کو ڈانٹ کر کہا کہ 'تم نے بہت سر اُبھارا ہے۔ اب آ! میری ضرب کا جواب دے۔ پھر تلوار بلند کرتے ہوئے چلایا کہ 'یہ تیغہ تیرے لیے موت کا پیغام ہے۔' وہ دودھارا تیغہ پوری قوت سے اٹھا کر حضرت نانوتوی پر چلانا ہی چاہتا تھا کہ آپ نے فرمایا: 'باتیں کیا بنا رہا ہے، اپنے پیچھے کی تو خبر لے۔' اس نے مڑ کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ اس کا مڑنا تھا کہ آپ بجلی کی طرح تڑپے اور اس کے دائیں کندھے پر تلوار کی ضرب اس قوت سے لگائی کہ تلوار دائیں کندھے کو کاٹ کر گزرتی ہوئی پاؤں پر آکر رکی۔ اس سپاہی کا عفریتی جسم اس طرح خاک پر پڑا ہوا تھا کہ سر سے پاؤں تک دو ٹکڑے ہو کر آدھا اِدھر اور آدھا اُدھر گرا ہوا تھا۔ آپ تھک کر ذرا دم لینے کے لیے کھڑے تھے۔ اس واقعہ سے تازہ دم ہو گئے۔ آپ اُس مردار پر پاؤں رکھتے ہوئے پھر صفِ قتال میں آ گئے۔ یہ ہیں مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ دشمنوں کی گردنیں اُڑانے والے... لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک چُپ چاپ سے صوفی تھے۔ یاد رکھیے! دارالعلوم دیوبند کی بنیاد صرف درس و تدریس کے لیے نہیں رکھی گئی تھی، بلکہ 'اصل مقصد احیائے جہاد' تھا۔

(عیسائیت پسند مسلمان، ص: 32تا34)

مولانا قاری محمد طیب قاسمی، مولانا سید محمد میاں، مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہم اللہ کے ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا اصل مقصد احیائے جہاد اور انگریزی استعمار کو برصغیر سے نکال کر اسلامی اقتدار کی بحالی تھا، لیکن حالات کے پیشِ نظر اس مقصد کے حصول کی حکمت عملی یہ طے کی گئی کہ تعلیمی ادارے قائم کر کے اس مقصد کے لیے افراد تیار کیے جائیں۔ یعنی 'اوپر تعلیم کا پردہ ہو اور نیچے اصل مقصد جہاد کے لیے افراد تیار کیے جائیں۔'

یہ کتنی حیرت و افسوس کی بات ہے کہ کچھ علماء اپنے مدارس کو دارالعلوم دیوبند کی شاخ باور کراتے ہوئے اپنا تعلق مضمون میں مذکور شخصیات سے جوڑتے ہیں۔ البتہ جب معاملہ مسلم امت کی سیاسی قیادت کے لیے جہادی لیڈر شپ کا ہوتا ہے تو یہی علماء ایجنسیوں کے ڈر سے جمہوریت کا راگ الاپنے لگتے ہیں۔ وہ خود کو اپنے اپنے جمہوری ملک کا وفادار ثابت کرنے کے لیے ایسی مضحکہ خیز حرکتیں کرتے ہیں کہ گویا اُنہوں نے اپنے درسِ نظامی میں خلافت کا سبق پڑھا ہی نہیں تھا۔ حالانکہ اللہ تعالی نے علماء کی شان بیان فرماتے ہوئے کہا ہے:

'إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ' (فاطر:28)

کہ 'اللہ سے اُس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں، جو علم رکھنے والے ہیں۔'

چناں چہ دین و دنیا کا بہترین علم علماء سے بڑھ کون رکھتا ہے؟! مگر اس علمی نعمت کے باوجود چند مخصوص مفادات کی خاطر جمہوریت کی ہمنوائی کسی صورت مناسب نہیں ہے۔ ظلم یہ کہ وہ جمہوریت کو ایک انتظامی معاملہ قرار دے کر اسی کی بنیادوں میں موجود زہر کی سنگینی کم کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ پھر ستم در ستم یہ کہ وہ جمہوریت کو مشرف بہ اسلام بھی کرتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جمہوریت، اُس کے رہنماؤں اور اُس کے ظالمانہ ٹیکسوں کے ستم رسیدہ مسلمان جب 'اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام' (یعنی خلافت) کا نعرہ لگانے والے علماء یا دینی طبقے کو جمہوریت کے لیے پلکیں بچھاتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ ایسے اسباق کی ضرورت محسوس کرنا چھوڑ دیتے ہیں کہ 'علماء سے بدظن نہیں ہونا چاہیے!

'وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ..... (الشوری:30)

اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے، وہ تمہیں اپنے ہاتھوں کیے ہوئے کاموں کی وجہ سے پہنچتی ہے اور بہت سے کاموں سے تو وہ درگزر ہی کرتا ہے۔

مدارس دینیہ کی ذمہ داری ہے کہ اگر وہ خود کو دارالعلوم دیوبند سے منسلک کرتے ہیں تو اپنے اصل اور بنیادی مقصدِ جہاد کی طرف واپس آجائیں۔ خلافت ہی وہ مرہم ہے، جو امت کے زخموں کو مندمل کر سکتی ہے۔

دہشت گرد امریکا

حسن مومند

مشرقی غوطہ میں تقریباً 4 لاکھ سنی مسلمان رہتے ہیں۔ یہ شہر دارالحکومت دمشق کے قریب ہے۔ یہاں بشار الاسد کی ظالم فوج نے محاصرہ تنگ کر دیا ہے۔ یہاں مسلسل فضائی اور زمینی حملوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اس شہر کے لوگ محفوظ مقامات کی طرف نقل مکانی کر سکتے ہیں اور نہ ہی انہیں ادویات اور خوراک کی اشیاء میسر ہیں۔ اب تک فضائی اور زمینی حملوں میں 560 سے زائد افراد شہید ہو چکے ہیں، جن میں 150 بچے شامل ہیں۔ سوشل میڈیا پر نشر ہونے والی شہید اور زخمی کمسن بچوں کی تصاویر نے امت مسلمہ کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ستم ظریفی یہ کہ مسلم حکمرانوں سمیت پوری دنیا خاموش ہے۔ بین الاقوامی برادری بشار الاسد کی فوج کے ظلم کا تماشا دیکھ رہی ہے۔ اس ظلم کی روک تھام کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ مشرقی غوطہ 2013 سے محاصرے میں ہے۔ دارالحکومت کے قریب حکومت مخالفین کے کنٹرول میں یہ آخری شہر ہے۔

بشار الاسد کی فورسز نے اس شہر پر کنٹرول کے لیے فروری کے پہلے ہفتے میں فضائی حملہ کیا، جس میں سیکڑوں عام شہری شہید اور زخمی ہوئے۔ جس کے باعث بشار الاسد پر بین الاقوامی برادری کی جانب سے دباؤ آیا اور اس شہر میں محصور لوگوں کو ادویات اور غذائی مواد فراہم کرنے کے لیے بشار الاسد کو حملے بند کرنے پر مجبور کیا گیا۔ بشار الاسد نے کچھ عرصے بعد جنگ بندی ختم کر کے دوبارہ حملوں کا آغاز کر دیا۔ دسمبر 2017 میں بین الاقوامی امدادی اداروں نے خدشہ ظاہر کیا تھا کہ مشرقی غوطہ میں 4 لاکھ رہائشیوں کو حکومتی فورسز نے گھیر لیا ہے، جنہیں خوراک اور ادویات کی کمی کا سامنا ہے۔ اگر عالمی برادری نے اس سنگین مسئلے پر توجہ نہ دی تو یہاں انسانی تباہی ہو سکتی ہے۔ البتہ روس کے وزیر خارجہ سرگی لاروف نے کہا کہ مشرقی غوطہ کے بحران کے حوالے سے تمام باتیں مبالغہ آرائی پر مشتمل ہیں۔

روس جنگ بندی کا مخالف ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ روسی اور اسدی فوج یہاں تب تک فضائی حملے جاری رہیں، جب تک حکومت مخالف ایک شخص بھی زندہ نہ رہے۔ اگرچہ اس کارروائی میں تمام عام لوگ مارے جائیں۔ بین الاقوامی برادری کے شدید دباؤ، انسانی حقوق کی تنظیموں کی جانب سے آواز اٹھانے، سوشل میڈیا پر غوطہ شہر کے شہداء اور زخمیوں کی تصاویر شائع ہونے اور مغربی دنیا کی جانب سے اس بات کا اظہار کرنے کہ "روس سلامتی کونسل کا وقت ضائع کر رہا ہے" روس عارضی طور جنگی بندی پر مجبور ہو گیا۔ روسی صدر پوتن نے اعلان کیا کہ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ہر روز 5 گھنٹے جنگ میں وقفہ کیا جائے گا۔ اس اعلان کے بعد روس کے وزیر دفاع شوئیگو نے کہا کہ جنگی بندی کا یہ وقفہ ہر روز صبح نو بجے سے دوپہر دو بجے تک جاری رہے گا۔ شامی فضائیہ نے 2014 سے اب تک مشرقی غوطہ کی طرح سیکڑوں علاقوں کو بیلری بموں کے ذریعے کھنڈرات میں تبدیل کر دیا ہے۔ شام میں بیلری بموں کی ایجاد سہیل الحسن علوی نے کی ہے، جسے شام میں دوسرا ہلاکو خان کہا جاتا ہے۔

یہ ایسے بم ہیں، جس میں کنکریٹ کے پائپ TNT بارود سے بھرے جاتے ہیں۔ انہیں جنگی جہازوں کے ذریعے شہری آبادی پر گرایا جاتا ہے، جس سے بھاری جانی اور مالی نقصان ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر بم کا وزن تقریباً 3 سو کلو ہے۔ اس بم پر خرچہ کم آتا ہے۔ جب کہ اس کا وزن زیادہ ہے۔ یہ 2014 سے شامی مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں روس سمیت تمام ارکان نے اتفاق رائے سے مشرقی غوطہ میں ایک ماہ کے لیے جنگی بندی کے فیصلے کی منظوری دی تھی، مگر بد قسمتی سے بشار الاسد فورسز مسلسل جنگ بندی کے معاہدے کی خلاف ورزی کر رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی تمام کفریہ قوتیں مسلمانوں کے خلاف متحد ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے اور ان کی نسل کشی کرنا چاہتی ہیں۔

روس، امریکا، فرانس، جرمنی، برطانیہ اور دیگر استعماری قوتوں نے اپنے مذموم مقاصد کے لیے مسلم ممالک کو میدان جنگ بنا رکھا ہے۔ بظاہر وہ ایک دوسرے کے خلاف نظر آتے ہیں، لیکن حقیقت میں وہ سب اسلام اور مسلم دشمنی میں متحد ہیں۔ کیا امریکا اور پوری دنیا اتنی بے بس ہے کہ شام میں روس اور بشار کے ظلم کا راستہ نہیں روکا جا سکتا؟ کیا اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل اتنے کمزور ہیں کہ روس اور بشار الاسد سے ایک ماہ کی جنگ بندی کا مطالبہ نہیں منوا سکتے؟ بات صرف مشرقی غوطہ تک محدود نہیں ہے۔ 2011 سے آج تک شام میں مشرقی غوطہ کے طرح سنی مسلمانوں کے سیکڑوں دیہات، شہر اور بازار کو صفحہ ہستی سے مٹا دیے گئے ہیں۔ بشار الاسد، ایران کی پاسداران انقلاب، لبنان کی حزب اللہ اور روس نے مل کر شام میں سنی مسلمانوں کا قتل عام کیا ہے۔ اقوام متحدہ نے خود اعتراف کیا ہے کہ 2011 میں شروع ہونے والی جنگ میں دسمبر 2017 تک 4 لاکھ شہری لقمہ اجل بن چکے ہیں۔

آدھا شام کھنڈر بن گیا ہے۔ ستر لاکھ افراد نقل مکانی پر مجبور ہوئے۔ بشار الاسد نے کیمیائی ہتھیاروں کا بے دریغ استعمال کیا ہے۔ کوئی بھی امریکا اور نیٹو سے یہ سوال کرنے کی جرأت نہیں کرتا کہ اگر صدام حسین کی حکومت کا چند کرد باشندوں کے قتل کے جرم میں خاتمہ ضروری تھا، قذافی کو چند مخالفین کے قتل کے الزام میں ہٹانا ضروری تھا تو شام میں اتنے بڑے پیمانے پر انسانیت کے قتل عام پر بشار الاسد کے خلاف کارروائی کیوں ضروری نہیں ہے؟ بشار الاسد کے خلاف امریکا اور نیٹو کے اقدام سے مسلمانوں کے زخموں کا مداوا نہیں ہو سکتا، مگر امریکا اور مغربی دنیا کی دوغلی پالیسی کیوں اختیار کرتے ہیں؟

سانحہ قندوز اور قوم کی ذمہ داری

سیف العادل احمد

صوبہ قندوز کے ضلع دشت آرچی میں کے دارالعلوم ہاشمیہ میں تقریب ختم بخاری میں نئے فضلاء اور درجنوں حفاظ کرام کے سروں پر دستارِ فضیلت سجائی جارہی تھی۔ معصوم حفاظ کرام کے رشتہ داروں نے ان پر پھول نچھاور کیے۔ ان کے گلے میں ہار ڈال کر انہیں مبارک باد دی۔ تقریب کے آخری مراحل میں دو ہیلی کاپٹر آئے اور وحشیانہ بمباری کر کے بھاگ گئے۔ اس بمباری میں بیسیوں معصوم حفاظ کرام، علمائے کرام شہید، جب کہ کئی افراد زخمی ہوئے۔ شہداء کے اعضاء دور دور تک بکھر گئے۔ لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت لاشوں اور زخمیوں کو ہسپتال منتقل کیا۔ عینی شاہدین نے ہسپتال میں میڈیا کو بتایا کہ سو سے زائد افراد شہید، جب کہ دو سو سے زائد زخمی ہوئے ہیں۔ وزارت دفاع کے ترجمان نے بڑی بے شرمی سے بیان دیا کہ افغان حکومت نے ضلع دشت ارچی میں کامیاب کارروائی کے نتیجے میں متعدد غیر ملکی مجاہدین سمیت اہم کمانڈر بھی مارے ہیں۔ انہوں نے دعوی کیا کہ اس حملے میں عام شہری نہیں، بلکہ نشانہ بننے والے سب مجاہدین تھے۔ قندوز پولیس سربراہ عبدالحمید نے میڈیا کو بتایا کہ حکومت نے مجاہدین کے فوجی مرکز کو نشانہ بنایا ہے، جس میں بیس سے زائد مجاہدین مارے گئے ہیں۔ جن میں اہم کمانڈر سمیت سات تاجکستان اور دو پاکستان کے مجاہدین بھی شامل ہیں۔ مقامی ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر محمد نعیم منگل نے میڈیا سے گفتگو کے دوران بتایا کہ تیس زخمیوں کو ہسپتال منتقل کیا گیا ہے، جن میں دس بچے بھی شامل ہیں۔

ضلع دشت آرچی صوبائی دارالحکومت سے 80 کلو میٹر دور اور راستہ بھی خراب ہے۔ ضلع دشت آرچی کے نوے فیصد علاقے پر مجاہدین کا کنٹرول ہے۔ اس لیے میڈیا نمائندوں کا وہاں تک پہنچنا مشکل ہے۔ تاہم مجاہدین نے میڈیا کو دعوت دی کہ اگر وہ جائے وقوعہ کا معائنہ کرنا چاہتے ہیں تو ان کی آمد و رفت کا بندوبست کیا جاسکتا ہے۔ امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے کٹھ پتلی حکومت کے تمام دعووں کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ جس مدرسے پر بمباری کی گئی ہے، وہ مجاہدین کا مرکز نہیں، بلکہ علاقے کا مشہور دینی مدرسہ ہے۔ وہاں ختم بخاری اور ختم قران کی مناسبت سے سالانہ جلسہ منعقد تھا۔ اس میں علاقے کے علمائے کرام، فضلاء، حفاظ کرام اور ان کے رشتے دار شریک تھے۔ انہوں نے دھمکی دی کہ ان معصوم شہداء کا بدلہ ضرور لیا جائے گا۔

سانحہ قندوز کی وجہ سے امت مسلمہ غم سے نڈھال ہے۔ ہر آنکھ اشک بار ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں نے اس سفاکانہ حملے کی شدید مذمت کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب کسی اسکول پر حملہ ہوتا ہے تو ہر طرف سے اس کی مذمت کی جاتی ہے۔ خدانخواستہ اگر مجاہدین کسی تعلیمی ادارے پر حملہ کرتے تو ان کو بدنام کرنے کے لیے میڈیا پر بد تمیزی کا ایک طوفان برپا ہوتا۔ انسانی حقوق کی تنظیمیں، موم بتی مافیا اور سول سوسائٹی کے کارکن سراپا احتجاج ہوتے۔ میڈیا پر بڑے بڑے دانش ور مجاہدین کو تعلیم دشمن قرار دینے کے لیے تبصرے اور تجزیے پیش کرتے۔ پورا ایک ہفتہ ٹی وی چینلز پر بریکنگ نیوز اور اخبارات میں شہ سرخیاں شائع ہوتیں۔ چوں کہ یہ دینی مدرسہ تھا، جو ان کے نزدیک تعلیمی ادارہ نہیں، بلکہ دہشت گردی کا اڈہ ہے۔ اس میں پڑھنے والے معصوم حفاظ کرام اور علوم اسلامیہ کے فضلاء طالب علم نہیں، بلکہ دہشت گرد تھے۔ یہ تقریب تعلیمی مناسبت سے نہیں، بلکہ دہشت گردی سکھانے کے لیے منعقد کی گئی تھی۔ اس لیے انہیں زندہ رہنے کا حق نہیں تھا۔ انہیں صفحہ ہستی سے مٹانا سب کے نزدیک جائز عمل تھا۔ کیوں کہ انہوں نے بڑے ہو کر دہشت گرد بننا تھا۔ اس لیے حکومت نے قبل از وقت ان کا منصوبہ ناکام بنا دیا۔ وزارت دفاع کے ترجمان کے مطابق انہوں نے بڑی کامیاب کارروائی کی ہے، جس میں سو سے زائد دہشت گرد مارے گئے ہیں۔ اس پر انہوں نے فوج کو خراج تحسین بھی پیش کیا۔

امریکا، مغربی قوتوں اور کٹھ پتلی حکومت کے نزدیک اسلام کے پیروکار دہشت گرد ہیں۔ کیوں کہ وہ اسلامی جذبے سے سرشار اور دین اسلام کے محافظ ہیں۔ وہ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر سکتے ہیں۔ وہ طاغوتی قوتوں اور ان کے حواریوں کی اسلام مخالف سازشیں کامیاب نہیں ہونے دیتے۔ یہی ان کا جرم ہے۔ اسی جرم کی پاداش میں ان کا قتل عام کیا گیا۔ اس لیے میڈیا بھی خاموش ہے۔ انسانی حقوق کی تنظیمیں، موم بتی مافیا اور سول سائٹی کے کارکن بھی گونگے اور بہرے ہیں۔ جب کہ بے ضمیر حکومت نے اس کو فوج کا اہم کارنامہ قرار دیا۔

سوشل میڈیا پر شائع ہونے والی تصاویر میں کم سن بچوں کی لاشیں دیکھ کوئی سنگ دل انسان بھی روئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان معصوم بچوں کا کیا جرم تھا؟ ظالم فوج کی درندگی سے شہید ہونے والے معصوم حفاظ جب اللہ کی بارگاہ میں سروں پر دستار فضیلت سجائے حاضر ہوں گے اور پوچھیں گے کہ ہمیں کس جرم میں قتل کیا گیا تو یہ ظالم کیا جواب دیں گے؟ کسی نے اچھا تبصرہ کیا کہ 'مارنے والے کلین شیو تھے اور مرنے والے مدرسے کے طالب تھے، اس لیے انسانیت سوئی پڑی ہے۔ مارنے والے داڑھی والے ہوتے اور مرنے والے اسکول کے ہوتے تو پھر انسانیت کا ننگا ناچ ہر جگہ دیکھنے کو ملتا۔

دینی مدرسے کی دستار بندی پر وحشیانہ بمباری اسلام دشمنی کا واضح ثبوت ہے۔ قوم کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ مجاہدین کی حمایت کرے۔ ان مظلوم شہداء کا بدلہ لینے کے لیے مجاہدین کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر قابض اور کٹھ پتلی دشمن پر حملے شروع کرے۔ مجاہدین نے سانحہ قندوز کا بدلہ لینے کے لیے صوبہ اروزگان میں مجاہدین نے ایک کامیاب کارروائی کے دوران کٹھ پتلی فوج کے چار فوجی اڈے فتح کیے، جن میں 35 اہل کار مارے گئے۔ جب کہ 14 حراست میں لے لیے گئے۔ یہ خبر پڑھ کر ہر مسلمان کو خوشی ہوئی، کیوں کہ وہ سانحہ قندوز کے بعد سے نہایت غمگین اور افسردہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کو ہمیشہ رہنے والے فتوحات نصیب فرمائے۔ آمین

ذرا میڈیا سے سنبھل کر!

عبدالحنان

ایک مؤثر ذریعہ ہونے کی وجہ سے بہتر سماج کی تشکیل کے لیے میڈیا کا کردار نہایت اہم ہے۔ جن ممالک میں اخلاقی اقدار کی کوئی وقعت نہیں رہی، ان ممالک کو ناقابل تلافی نقصانات اٹھانا پڑے ہیں۔ افغانستان پر امریکی یلغار کے بعد نام نہاد آزادی کے عنوان سے میڈیا نے ایسے نقصانات پہنچائے ہیں، جن میں روز بہ روز اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ مغربی میڈیا کے بے شمار گروپس کے مقابلے میں اسلام کے دفاع کے لیے چند گنے چنے چھوٹے گروپس ہیں، جنہوں نے محدود وسائل کے بل بوتے لادین میڈیا کے حملوں کے آگے بند باندھنے کی کوشش کی ہے۔ دینی واخلاقی اقدار کی پاس داری ملک وملت کے لیے کامیابی کی سب سے بڑی ضمانت ہے۔ اقدار سے مراد دین، قانون اور آدابِ زندگی ہیں۔ دینی اعبادات، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، تلاوت، ذکرِ الٰہی وغیرہ ہیں۔ اسلامی اور اخلاقی اقدار شرم وحیا، ایثار وقربانی، بڑوں کا ادب، بچوں پر شفقت، بہترین اخلاق، وقت کی پابندی، انسان کا احترام، بیماروں کی تیمارداری، میانہ روی، سچ بولنا، آپس کے اتحاد و اتفاق، ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی، ناداروں کے ساتھ مالی معاونت، ظالم کو روکنا اور مظلوم کی مدد کرنا ہیں۔ یہ سب ایسی اقدار ہیں، جن کا میڈیا سے گہرا ربط ہے۔

ہر میڈیا گروپ اپنی دینی، اسلامی، اخلاقی اور ملی ذمہ داریوں کا احساس کرے۔ اگر مسلمان اپنے شان دار ماضی اور روشن روایات کو چھوڑ کر غیروں کی روایات اپنانے میں لگے رہیں تو اس کے نہایت خطرناک اور بھیانک نتائج ہوں گے۔ عموما میڈیا کسی ملک میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات ہی کو جگہ دے کر نشر کرتا ہے۔ گویا میڈیا سماج کی نفسیاتی تصویر کشی بھی کرتا ہے۔ جب کہ در حقیقت میڈیا کی ذمہ داریاں صرف خبروں کی اشاعت تک محدود نہیں ہیں۔ اس کی ذمہ داریوں میں سماج کی فکری رہنمائی بھی شامل ہے۔ ہر ملک کے عوام میڈیا کی نشرو اشاعت پر یقین کرتے ہیں۔

میڈیا کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کی بہتر طریقے سے رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے۔ سماج میں منفی سوچ کو فروغ نہ دے۔ میڈیا کے مثبت پہلو کو استعمال کیا جانا چاہیے۔ میڈیا ہی کسی قوم کو عزم، حوصلہ اور طاقت بخشا اور ذہنی غلامی، فوجی برتری اور ثقافتی غلبے کا خوف بھی دلاتا ہے۔ اتحاد واتفاق کے لیے آواز بلند کرنے کے ساتھ منافقت و دشمنی بھی پیدا کرتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ میڈیا گروپس کو اغیار کی باج گزاری سے ہٹ کر ملک وملت میں اتحاد واتفاق کے لیے اپنی کوششیں بروئے کار لانی چاہییں۔ باصلاحیت افراد کی حوصلہ افزائی کرکے انہیں بہتر اور خوش حال مستقبل کی امید دلانی چاہیے۔ تاکہ ایک بہترین سماج تشکیل پاسکے۔ اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے ہم یہ طے کریں کہ معاشرے میں کس طرح کی تبدیلی مفید اور ممکن ہے؟ نسلِ نو کو کس رخ پر ترقی دینا ضروری ہے؟

آج کابل، جلال آباد ہرات اور بلخ میں ٹی وی اسکرین پر جو بے حیائی پھیلائی جارہی ہے، انڈیا کی حیاسوز فلموں کو پذیرائی دی جارہی ہے، وہ ہمارے ملی اور دینی مزاج کے لیے زہر قاتل ہے۔ ہم پر بزورِ طاقت غیروں کا کلچر مسلط کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہمیں بے ہودہ نشریات کی ضرورت ہے یا سائنس دان، ڈاکٹرز، انجینئرز، علماء، ادباء، مجاہدین اور ان کے کارناموں کی ضرورت ہے؟ کیا ہمیں ایک بامقصد تفریح کی ضرورت ہے یا دانش کے نام پر خرافات کی؟

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی دنیا اور بالخصوص افغان میڈیا میں جو کچھ ہو رہا ہے، اس کے نہایت بھیانک نتائج ہوں گے۔ جھوٹ اور مکر وفریب عام کیا جارہا ہے۔ سنسنی پھیلا کر پروپیگنڈا کرنا، تفریح سمیت مختلف عنوانوں کے تحت بے حیائی، فحاشی و عریانی اور بے پردگی پھیلانا، مثبت اور درست کردار کی حوصلہ شکنی کرکے افغانوں پر مغربی کلچر مسلط کرنے کی ہمہ جہت کوشش کی جارہی ہے۔

مشتری ہوشیار باش!

دنیا یہودی مظالم پر خاموش

عبدالباسط خان

غاصب اسرائیلی حکومت نے کچھ وقفے کے بعد ایک بار پھر فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کو خون میں نہلا دیا ہے۔ اسرائیلی فوجی ہر دن نہتے مسلمانوں پر گولیاں برساتی ہے۔ فلسطینی عوام کی آزادی کے ولولے پابند کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ میڈیا کے مطابق جب سے مظلوم فلسطینیوں نے اپنے مطالبات کے لیے احتجاج کا آغاز کیا ہے، اسرائیلی فوج نے فائرنگ کر کے 7 افراد کو موقع پر ہی شہید اور 250 کو زخمی کر دیا ہے۔ اتنی بڑی تعداد میں عام لوگوں پر فائرنگ کے بعد اقوام متحدہ کے سربراہ نے اسرائیل سے فوری مطالبہ کیا ہے کہ جلد از جلد عام لوگوں کے خلاف اسلحے کا استعمال روکا جائے۔ لوگوں کو قتل کرنے سے احتراز کیا جائے۔ دوسری طرف اسرائیل نے اقوام متحدہ کے بیان پر کوئی توجہ نہیں دی۔ اس نے اپنی ظالمانہ اور وحشیانہ روش جاری رکھی ہوئی ہے۔

اس سے خدشہ مزید مضبوط ہو گیا ہے کہ امریکا اور اسرائیل اقوام متحدہ کے عالمی اصولوں اور قوانین کی مسلسل خلاف ورزیاں کر رہے ہیں۔ نہتے فلسطینیوں پر ان کی زمین تنگ کر دی گئی ہے۔ اقوام متحدہ کے عالمی اصول ان کے ہاں کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ کھلم کھلا اس کی خلاف ورزی کی جاتی اور انتہائی ڈھٹائی سے انہیں پامال کیا جاتا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ دنیا کی نام نہاد سپر طاقتیں بلا کسی خوف و خطر اسرائیلی کوششوں کی حمایت کرتی ہیں۔ مسلمانوں کے قتل عام اور اذیت میں اس کے شانہ بشانہ کھڑی ہیں۔ وہ کھل کر فلسطینیوں کے قانونی مطالبات مسترد کرتے ہیں۔ فلسطینیوں کو ہی ذمہ دار اور قصور وار ٹھہراتے ہیں۔ یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ اب دنیا میں عدل و انصاف نہیں ہے۔ جس کے پاس طاقت ہے، وہی انصاف حاصل کر سکتا ہے۔ آزادی اظہار کے نام پر جو دہشت گردی جاری ہے، وہ یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ عالمی اصول اور قوانین صرف کاغذوں اور زبانی کلامی باتوں تک محدود ہیں۔ عمل اور حقیقت میں عالمی اصول اور قوانین معطل ہیں۔

امریکا اظہار رائے کی آزادی کے نعرے لگاتا ہے، مگر عملاً وہ اظہار کی زبان بندی کرتا ہے۔ اپنی جارحیت کو طول دینے کے لیے مختلف جواز تلاش کر رہا ہے۔ اگر فلسطین کے مسلمان اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے اور احتجاج کے ذریعے اپنا حق مانگتے ہیں تو اسرائیل انہیں امریکی طاقت کے بل بوتے ہلاک کرتا ہے۔ چاروں طرف دنیا میں کوئی بھی ایسی قوت نہیں ہے، جو فلسطینیوں کی فریاد سنے۔ یہ دورخی بتاتی ہے کہ دنیا میں انصاف کے لیے ترازو ہمیشہ الگ الگ رکھے گئے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے الگ اور دوسروں کے لیے الگ۔ اسرائیل مسلمانوں پر جتنے بھی مظالم ڈھائے، امریکا اور عالمی دنیا اس کے خلاف چپ کا روزہ رکھے ہوئے ہیں۔ وہ دوسروں کو بھی یہ ہدایت کرتے ہیں کہ اسرائیلی مظالم پر خاموش رہیں۔ اگر کسی اسلامی ملک میں کوئی انسانیت مخالف حرکت ہوتی ہے تو امریکا اور عالمی دنیا فوراً حرکت میں آجاتے ہیں۔ انہیں دنیا کے سامنے دہشت گرد متعارف کرایا جاتا ہے۔ ان پر پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ مطلوبہ افراد کی گرفتاری پر کروڑوں ڈالر انعام مقرر کیا جاتا ہے۔

اس حوالے سے اسلامی دنیا کے ممالک کی خاموشی انتہائی مایوس کن ہے۔ بلاشک وشبہ مسلمانوں کا موجودہ حکمران طبقہ آزاد اور خود مختار نہیں ہے۔ یہ امریکا کے مزدور ہیں۔ صرف وہی کچھ کرتے ہیں، جس کا حکم ان کا آقا انہیں دیتا ہے۔ ان کے اشاروں کے بغیر کوئی بھی کام نہیں کر سکتے۔ اس لیے اسلامی ممالک کے حکمرانوں کا یہ بزدلانہ عمل قابل مذمت ہے۔ انہیں عدالتوں میں حاضر کیا جائے۔ اسرائیلی مظالم کبھی پوشیدہ نہیں رہے۔ وہ واضح اور سب کو معلوم ہیں۔ چوں کہ مسلمانوں کا سیاسی طبقہ اپنے فیصلے اپنی مرضی سے نہیں کرتا، اس لیے اسرائیل نے گزشتہ ستر سالوں سے فلسطینیوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ اس پورے عرصے میں ایک بھی مسلمان حکمران پیدا نہیں ہوا، جو اسرائیل کے خلاف اور مظلوم مسلمانوں کے حق میں آواز اٹھائے۔ اس کو دیکھتے ہوئے اسرائیل رفتہ رفتہ طاقت ور ہو گیا۔ وہ مسلسل اپنی سرحدیں پھیلانے لگا۔ اپنے صہیونی عزائم کی تکمیل پر کام کر رہا ہے۔ جب کہ مسلمان حکمران خواب غفلت میں سو رہے ہیں۔ انہیں مسلمانوں کی حالت کی کوئی خبر نہیں ہے۔

سعودیہ اصلاحات یا یہود سے دوستی؟!

شہید زوی

سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے اپنے والد شاہ سلمان سے کلی اختیارات لینے کے بعد امریکا اور دیگر مغربی ممالک کی مزید قربت حاصل کرنے کے لیے ملک میں سماجی اصلاحات کے نام پر مذہبی معاشرے کو دینی قیود سے آزاد کر کے پوری طرح لبرلزم کے نفاذ کے لیے ماحول سازگار کر دیا ہے۔ اس سے سعودیہ سمیت پوری دنیا کے مسلمان سخت ناراض ہیں۔ وہ مستقبل میں اس طرح کے مزید اقدامات بارے خدشات کا شکار ہیں۔ سعودیہ میں حکمرانوں کے غلط اقدامات کے خلاف آواز اٹھانا خطرے میں کودنے کے مترادف ہے۔ اس لیے حکومت کے غلط اقدامات پر بظاہر کوئی تنقید نہیں کرتا، مگر اب سعودیہ کے بہت سے شہریوں نے محتاط انداز میں حالیہ فیصلوں اور اقدامات کے حوالے سے اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔

مغرب کے ورغلانے پر بہت پہلے ہی سعودی خواتین نے حکومت سے ڈرائیونگ کی اجازت حاصل کرنے کا مطالبہ کیا تھا، مگر معاشرتی اسلامی احکامات کے حوالے نظام چوں کہ بہت محتاط تھا۔ بے پردگی اور بے حیائی کی جرأت نہیں کی جا سکتی تھی۔ اس لیے حکومت کی جانب سے خواتین کو ایسی آزادی کی اجازت نہیں دی جا رہی تھی۔ مگر محمد بن سلمان نے سعودی خواتین کو مغرب کی طرح ہر قسم کی آزادی دینے کا عزم کر رکھا ہے۔ اس لیے انہوں نے ڈرائیونگ کی اجازت دے دی ہے۔

اسی طرح سعودی خواتین کو انتخابات میں ووٹ ڈالنے اور امیدوار بننے کی اجازت بھی دی گئی ہے۔ کھیلوں کے گراؤنڈ، پارکوں اور نمائشوں میں بھی شرکت کی اجازت دے دی گئی ہے۔ سعودیہ میں سینماؤں پر عائد پابندی بھی اٹھالی گئی ہے۔ اب وہاں مغربی اور عربی فلمیں دکھانا جائز ہو گیا ہے۔ سعودی وزارت ثقافت اور امریکی انٹرٹینمنٹ کمپنی اے ایم ایس کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا ہے، جس کے مطابق یہ کمپنی آئندہ دس سالوں میں سعودیہ میں دنیا کے سب سے جدید ترین 350 سینما تعمیر کرے گی۔ سعودی اور امریکی میڈیا میں شائع ہونے والی رپورٹس کے مطابق ان سینما گھروں کے پردوں پر سعودیہ کی لبنی، مصر جیسے دیگر عرب ممالک اور امریکا و مغربی ممالک کی فلمیں دکھائی جائیں گی۔ یہ فلمیں مرد و خواتین اکھٹے بیٹھ کر دیکھ سکیں گے۔ اس طرح مذکورہ امریکی کمپنی سعودی تفریحی مارکیٹ کا 50 فیصد سرمایہ اپنی جیب میں ڈالنے میں کامیاب ہو جائے گی۔

اس کمپنی نے پہلا سینما ہال ریاض میں قائم کیا ہے۔ اس سینما بارے سعودی اور امریکی حکام کا کہنا ہے کہ یہ دنیا کا سب سے جدید اور خوب صورت سینما ہے۔ (جہاں انسان بہت آسانی سے گناہ کر سکتا ہے) اس کی خوب صورتی اور جدت پوری دنیا میں بے مثال ہے۔ اس پہلے سینما ہال کے دورے کے موقع پر سعودی وزیر ثقافت اعواد العوادی نے کہا کہ 'پورے ملک میں سینما گھروں کے قیام اور رائج کرنے سے اقتصادی حالت میں بہتری آئے گی۔ سعودی شہریوں کو روزگار کے مواقع ہاتھ آئیں گے۔ عالمی خبر ایجنسی رائٹر کی جانب سے نشر ہونے والی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 1970 کی دہائی میں سعودیہ میں کئی سینما ہال تھے، مگر شدت پسند مذہبی رہنماؤں کے دباؤ کے باعث سعودی حکمرانوں نے اس پر پابندی عائد کر دی تھی، جو آج تک قائم تھی۔ اب محمد بن سلمان نے یہ پابندی ختم کر کے کہا ہے کہ 'حکومت کی جانب سے سینماؤں کے قیام کی اجازت اقتصادی، معاشرتی اور مذہبی اصلاحات کے لیے ہے۔ خواتین کو ڈرائیونگ کی اجازت اور محرم کے بغیر بیرون ملک سفر کی اجازت انہی اصلاحات کا اہم حصہ ہے۔ شہزادے کی جانب سے اصلاحات کے نام پر ان نئے اقدامات کے سلسلے میں شطرنج کے کھیل کا ٹورنمنٹ قائم کیا گیا۔ اسے ٹی وی پر پوری دنیا میں دکھایا گیا۔ اس حوالے سے خلیج ٹائمز نے لکھا ہے کہ 'شطرنج ٹورنمنٹ نے مذہبی لوگوں میں بہت تشویش پیدا کی ہے۔ اسے جواز دینے کے لیے اس میں ایک سابق مذہبی رہنما نے بھی شرکت کی، مگر اس سے لوگوں کی تشویش کم نہ ہو سکی۔

سعودیہ میں سینما ہال کے حوالے سے رائٹر نے دعویٰ کیا ہے کہ تقریباً گزشتہ 35 سال سے سینما ہال پر پابندی تھی۔ باہر سے فلموں کی درآمد پر بھی پابندی عائد تھی۔ البتہ انٹرنیٹ اور کیبل کے ذریعے مغربی اور ہندوستانی فلمیں نشر ہونے سے نوجوانوں میں فلم بینی کا شوق بڑھ گیا ہے۔ اس لیے نوجوان سینما ہالوں کے کھلنے کا اچھا خیر مقدم کریں گے۔ وہ بہت شوق سے دیکھیں گے۔ رائٹرز نے لکھا ہے کہ سعودیہ کی آبادی 32 ملین افراد پر مشتمل ہے۔ جس کی اکثریت نوجوانوں کی ہے۔ نوجوانوں میں مغربی کلچر سے محبت بہت زیادہ ہے۔ ولی عہد محمد بن سلمان نے ان کے اسی میلان کو دیکھتے ہوئے اصلاحات کے نام پر نیا باب کھول دیا ہے۔ انہی اصلاحات میں سے ایک سینما ہالز کا قیام ہے۔ یہ سعودیہ کی معیشت کے لیے انتہائی مفید اقدام ہو گا۔ سعودی حکومت کو اس حوالے سے ایک ارب ڈالر سالانہ آمدنی کی توقع ہے۔

ولی عہد محمد بن سلمان کی جدید اصلاحات کے نام پر تمام اقدامات قابل تشویش ہیں، مگر واشنگٹن پوسٹ کے حالیہ انٹرویو میں ہونے والی گفتگو نے سعودی عرب کے تمام تر مذہبی طبقے کو شدید ناراض کر دیا ہے۔ انہوں نے امریکی دورے کے دوران

روزنامہ واشنگٹن پوسٹ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ’سرد جنگ کے دوران مغرب کے کہنے پر اسلامی دنیا میں وہابیت کے شدت پسندانہ افکار پھیلانے کے لیے سعودی عرب نے بہت زیادہ پیسہ خرچ کیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ مغربی اتحادیوں نے سعودی عرب سے مطالبہ کیا تھا کہ سوویت یونین کے اثرورسوخ روکنے کے لیے مختلف ممالک میں مدارس اور مساجد قائم کرے۔ انہیں چلانے کے لیے فنڈ مہیا کرے۔ محمد بن سلمان نے مزید کہا کہ ہمارے رہنماؤں نے مسلسل یہی پالیسی اپنائے رکھی۔ یہ انہوں نے بڑی غلطی کی ہے۔ ہمیں سوچنا چاہیے اور واپس صحیح راستے پر لوٹنا چاہیے۔‘

ولی عہد کے اس بیان نے سعودیہ اور سعودیہ سے باہر باشعور مسلمانوں کو شدید تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ اس بیان سے قبل ہی سعودی عرب نے، بہت سے یورپی ممالک میں مساجد کی امداد چھوڑ دی ہے۔ ان مساجد کے مصارف ادا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ رواں سال 2018 فروری میں المسجد الکبیر کے نام سے بیلجیم کی سب سے بڑی مسجد کے مصارف ادا کرنے اور دیگر انتظامات سے دست بردار ہو کر سب کچھ بیلجیم حکومت کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ 1969 میں بیلجیم حکومت نے سعودی حکومت کو 99 سال کے لیے بلاعوض زمین دی اور سعودی حکومت نے وہاں بہت بڑی اور خوب صورت مسجد تعمیر کی، جسے المسجد الکبیر کا نام دیا گیا۔ یہ تب سے مسلم ورلڈ لیگ نامی سعودی سرکاری ادارے کی نگرانی میں چل رہی تھی۔ اس کے تمام انتظامات اسی ادارے کے ہاتھ میں تھے۔ سعودی حکومت ہر سال مساجد کے مصارف کے لیے 5 ملین یورو دیتی رہی ہے۔

2016 میں برسلز میں داعش سے منسوب بم حملوں کے بعد بیلجیم کے سکیورٹی اداروں نے دعوی کیا کہ المسجد الکبیر میں اسلامی تعلیمات کے نتیجے میں نوجوانوں میں شدت پسندی بڑھ رہی ہے۔ یہی شدت پسندی ایسے حملوں کا سبب بن رہی ہے۔ اس رپورٹ میں المسجد الکبیر کے مصری نژاد امام کو خطرناک قرار دیا گیا۔ انہیں ملک بدر کرنے کا مطالبہ کیا گیا، مگر بیلجیم عدالت کے ایک جج نے سکیورٹی اداروں کی اس رپورٹ کو بے بنیاد قرار دیا اور اسے جھوٹ پر مبنی قرار دے کر مسترد کر دیا۔ جج نے کہا کہ ایسے شواہد نہیں ہیں کہ دہشت گردی کے واقعات یا دہشت گردی کی دعوت میں امام کا ملوث ہونا ثابت ہو سکے۔

جب جج نے سکیورٹی اداروں کی رپورٹ مسترد کر دی تو سعودی ولی عہد نے مغرب کی قربت حاصل کرنے کے لیے یہ اسلام مخالف پروپیگنڈا اور جھوٹ پر مبنی رپورٹ قبول کرتے ہوئے اس مسجد کی معاونت سے دست بردار ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ یاد رہے پورے یورپ میں 900 مساجد کی نگرانی اور مصارف کا ذمہ سعودیہ نے لے رکھا ہے۔ المسجد الکبیر کے حوالے سے ہونے والے فیصلے کے بعد دیگر مساجد کے حوالے سے بھی ایسے ہی فیصلے ہونے کی توقع ہے۔ ولی عہد کے حالیہ بیان کے بعد یہ خدشات مزید بڑھ گئے ہیں۔ اسی دورہ امریکا میں امریکی جریدے ’دی اٹلانٹک‘ سے گفتگو کرتے ہوئے محمد بن سلمان نے فلسطینیوں کی مقبوضہ زمین پر اسرائیل کا حق تسلیم کر لیا۔ مزید یہ بھی کہا کہ ’اگرچہ ابھی تک سعودیہ اور اسرائیل کے درمیان سفارتی تعلقات نہیں ہیں، مگر گزشتہ چند سالوں سے دونوں ممالک کے رابطوں میں بہتری آئی ہے۔ ایران دونوں ممالک کا دشمن ہے۔ امریکا ہمارا اہم اتحادی ہے۔ مسلح اسلامی شدت پسندی دونوں ممالک کے لیے بڑا چیلنج ہے۔ اسرائیل اور سعودیہ کے درمیان تعلقات کی بہتری میں رکاوٹ صرف مسئلہ فلسطین ہے۔ کیوں کہ سعودیہ اب بھی آزاد فلسطینی حکومت کے قیام کا حامی ہے۔‘

شہزادے سے گفتگو کرنے والا دی اٹلانٹک کا نمائندہ جیفری گلڈبرک بروکلین نسلاً یہودی تھا۔ وہ امریکا میں پیدا ہوا۔ وہیں تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں اسرائیل گیا اور وہاں اسرائیلی فوج میں 1990 تک فوجی افسر کی حیثیت سے ذمہ داریاں ادا کیں۔ جیفری نے شہزادے سے پوچھا کہ ’کیا یہود کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی پرانی آبائی سرزمین فلسطین میں آزاد حکومت قائم کریں؟‘ جس پر شہزادے نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ ہر کسی کو حق ہے کہ اپنی آزاد حکومت قائم کرے۔ وہاں پر امن زندگی بسر کرے۔‘ باوجود یہ کہ ولی عہد نے فلسطینی سرزمین پر یہودیوں اور فلسطینیوں کے برابر حق کی بات کی، مگر اسرائیلی، امریکی اور دیگر مغربی میڈیا نے اس انٹرویو کو صرف اسرائیل کے حق میں پیش کیا۔ جس کی وجہ سے مسئلہ فلسطین کا مقدمہ کمزور ہوا ہے۔ مشرق وسطی کے امور کے ماہرین کہتے ہیں کہ ولی عہد کی اس گفتگو کے باعث بہت حساس مسئلے نے سر اٹھایا ہے۔ اس مسئلے کی حساسیت خود سعودی سکیورٹی اداروں اور رہنماؤں نے بھی محسوس کی ہے۔

ماہرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ شہزادہ محمد کے ساتھ دی اٹلانٹک کی گفتگو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہوئی ہے۔ اس منصوبے کا تعلق یہودیوں کے اس منصوبے کے ساتھ ہے، جسے وہ ’یہود کی قدیم املاک کا حصول‘ کے نام سے شروع کیے ہوئے ہیں۔ جس کے لیے اسرائیلی وزارت خارجہ میں الگ شعبہ کھول دیا گیا ہے۔ اس کے لیے بجٹ بھی مختص کیا گیا ہے۔ اب کچھ تنظیمیں اسرائیل میں قائم کی گئی ہیں، جو خود کو بنو نضیر اور بنو قریظہ کے قبائل کی نسل سے قرار دیتی ہیں۔ یہ قبائل اسلام کی آمد کے موقع پر مدینہ منورہ میں رہتے تھے۔ ان تنظیموں نے اپنے آباء واجداد کی املاک کا مطالبہ کرنا شروع کر رکھا ہے۔ اسرائیل نے 2013 میں سعودی عرب سے خیبر کی زمینوں کا معاوضہ اور سیکڑوں سالوں کے سود کا مطالبہ کیا تھا۔ اسرائیل کے اس مطالبے نے سعودی عرب کو گھبراہٹ کا شکار کر دیا ہے۔ اس لیے اس نے اس حوالے سے امریکا سے تعاون کا مطالبہ کیا ہے۔ امریکی جاسوس اداروں کی مداخلت کے باعث وقتی طور پر یہ مسئلہ حل ہو گیا، مگر یہ خطرہ مکمل طور پر ختم نہیں ہوا۔

اصلاحات کے نام پر ولی عہد محمد بن سلمان کے حالیہ اقدامات امریکا اور دیگر مغربی ممالک کی قربت حاصل کرنے کی کوششیں ہیں۔ مگر انہیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ امریکا اسلامی دنیا کے حکمرانوں کے ہاتھوں ایسے ہی اقدامات کے ذریعے حکمرانوں اور حکومتوں کو بدنام کرتا ہے۔ یہی چیز عوام میں حکومت کے خلاف نفرت اور بغاوت کا باعث بنتی ہے۔ نظام تباہ ہوتے ہیں۔ بدامنی، خانہ جنگی، قومی تعصبات اور دشمنیاں قائم ہوتی ہیں۔ ملک بڑے بحران کا شکار ہو جاتا ہے۔ شہزادہ محمد کو احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ ایسے اقدامات سے احتراز کرنا چاہیے، جو سعودیہ کی تباہی کا باعث بنے۔

سانحہ قندوز کے بعد فتوحات کی نئی لہر

سیف العادل احرار

سفاک دشمن نے قندوز کے ضلع دشت آرچی میں ایک مدرسے میں دستار بندی کی تقریب پر وحشیانہ بمباری کر کے سیکڑوں معصوم بچوں، حفاظ کرام اور نہتے شہریوں کو شہید اور زخمی کر دیا۔ سوشل میڈیا پر معصوم اور ننھے بچوں اور حفاظ کرام کی جو تصاویر شائع ہوئیں، انہیں دیکھ کر انسانیت لرز جاتی ہے۔ ستم در ستم یہ کہ بزدل اور مکار دشمن وحشیانہ بمباری کے بعد بھی ان معصوم شہداء کو مجاہدین کے اہم کمانڈر قرار دینے پر اصرار کر رہا ہے۔ وزیر دفاع نے اعلان کیا کہ یہ مدرسہ نہیں، مجاہدین کا عسکری ٹریننگ سینٹر تھا۔ جس تقریب پر حملہ کیا گیا ہے، اس میں مجاہدین کے اہم کمانڈر حکومت پر حملہ کرنے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ اس اجلاس میں تاجکستان کے سات اور پاکستان کے دو کمانڈر شریک تھے۔ ان کے ہاتھ میں پاکستان کے پرچم تھے۔ جب وزیر دفاع کے ترجمان سے صحافیوں نے پوچھا کہ اس اجلاس میں بچے کیوں شریک تھے، جو نشانہ بن گئے؟ انہوں نے اپنی حماقت ظاہر کرتے ہوئے دعوی کیا کہ ان بچوں کو مجاہدین نے خود فائرنگ کر کے نشانہ بنایا ہے، تاکہ حکومت کو بدنام کیا جا سکے۔ وزیر دفاع کا ترجمان سمجھتا ہے کہ جتنا وہ بے وقوف ہے، دنیا کے سارے لوگ اسی طرح بے وقوف ہیں۔ انہیں ایسی باتوں سے ورغلایا جا سکتا ہے۔

سانحہ قندوز نے امت مسلمہ کو سوگوار کر دیا ہے۔ اس سانحے کے بعد ہر مسلمان شدت غم سے نڈھال ہے۔ ہر آنکھ اشک بار اور ہر دل غم زدہ ہے۔ دنیا بھر میں اس واقعے کی مذمت کی گئی۔ کئی لوگوں نے اپنے بچوں کو قرآن پاک کا حافظ بنانے کے لیے مدارس میں داخل کیا۔ اسی طرح نوجوانوں میں جہاد کا جذبہ اور شوق پیدا ہوا۔ اب اسلامی جذبے سے سرشار ہزاروں نوجوان جہاد کا رخ کریں گے۔ دشمن سے بدلہ لینے کے جذبے سے سرشار ہو کر میدان عمل میں نکلیں گے۔ علاوہ ازیں پارلیمنٹ کے متعدد ارکان حکومت پر برس پڑے۔ حکومت کے اس سفاکانہ عمل کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی۔ ایوبی نے پارلیمنٹ اجلاس کے دوران حکومت کو کھری کھری سنائیں۔ دینی مدرسے پر حملہ اسلام اور قرآن پر حملہ قرار دیا۔ قندوز کے سابق رکن پارلیمنٹ حمید اللہ ہوتک نے ایک ٹاک شو میں کہا کہ 'اشرف غنی مسلمان ہیں اور وہ نہ ہی افغان ہیں۔ اللہ تعالی ان کی بیٹی اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کرے، جس طرح اشرف غنی کی فورسز نے ہمارے معصوم بچوں کو شہید کیا ہے۔'

سنگ دل اشرف غنی نے اس سانحے کی مذمت تک نہیں کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے اشرف غنی اس ملک اور قوم سے کتنے وفادار ہیں۔ اشرف غنی نے منصب صدارت پر فائز ہونے سے قبل ہی ملک کو نیلام کرنے کی شرم ناک تاریخ رقم کی اور آج پوری قوم اس کی سزا بھگت رہی ہے۔ اس سانحے کے خلاف مختلف علاقوں میں مظاہرے بھی ہوئے، لیکن نام نہاد آزاد میڈیا کو سانپ سونگھ گیا اور میڈیا کی آنکھ سے سب کچھ اوجھل رہا۔

سانحہ قندوز کے شہداء کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ امارت اسلامیہ نے اعلان کیا ہے کہ ان معصوم شہداء کے مقدس خون کا بدلہ لیا جائے گا۔ حقیقت یہ

ہے جس قوم میں قربانی کا جذبہ ہو، وہ کبھی بھی تاریخ میں مٹ نہیں سکتی۔ افغان قوم نے ہر دور میں اسلام دشمن قوتوں کو لازوال قربانیوں کی بدولت شکست دی ہے۔ انگریز سامراج سے لے کر سوویت یونین تک اور موجودہ دور میں سپرپاور امریکا اور نیٹو کو بھی شکست دینے کی تاریخ رقم کی ہے۔ سانحہ قندوز کے شہداء کے مقدس خون کی بدولت رواں سال فتوحات کا نیا باب کھلا ہے۔ مجاہدین نے بھی موسم بہتر ہوتے ہی دشمن کے خلاف کارروائیوں میں تیزی لائی اور فتوحات کا نیا سلسلہ شروع ہوا۔ گزشتہ ایک ہفتے کے دوران افغانستان بھر میں مجاہدین نے اہم فتوحات حاصل کی ہیں۔ جن میں صوبہ غزنی کے ضلع خواجہ عمری فتح ہوا ہے۔ اسی طرح ضلعی گورنر، پولیس چیف، خفیہ ادارے کے سربراہ سمیت 47 فوجی اور پولیس اہل کار ہلاک اور 23 اہل کار زخمی کیے گئے ہیں۔ اسی طرح دو فوجی گاڑیاں اور 55 ہتھیار دوں بھی غنیمت میں ملے ہیں۔

مجاہدین نے صوبہ ہرات کے ضلع شین ڈنڈ میں بھی ایک فوجی اڈہ فتح کیا اور وہاں موجود 20 فوجیوں کو ہلاک اور 8 کو زخمی کر دیا۔ دس فوجیوں کی لاشیں فوجی اڈے میں پڑی ہیں۔ اس کامیاب کارروائی میں بڑی مقدار میں ہتھیار بھی ملے ہیں۔ اسی طرح قندھار کے ضلع معروف میں بھی سچیک اور ایک کے علاقے میں دشمن کے فوجی قافلے پر حملہ کیا گیا، جس میں دشمن کے چار ٹینک اور پانچ فوجی گاڑیاں تباہ ہوئیں۔ جب کہ 21 اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ اس کامیاب کارروائی میں دو فوجی گاڑیاں اور بھاری مقدار میں اسلحہ بھی غنیمت میں ملا۔ صوبہ بلخ میں بھی مجاہدین نے ایک کارروائی کے دوران دشمن کے دو ٹینک تباہ اور 18 اہل کار ہلاک اور زخمی کیے۔ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں بھی تین چوکیاں فتح ہوئیں اور 28 افغان فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

ننگرہار کے ضلع حصار میں ایک کارروائی کے دوران 11 امریکی اور افغان کمانڈو ہلاک اور زخمی ہوئے۔ قندوز کے ضلع امام صاحب میں دو چوکیوں پر حملے میں اہم کمانڈر سمیت 15 اہل کار ہلاک کیے گئے۔ صوبہ کاپیسا کے ضلع تجراب میں کمانڈر مؤمن سمیت 12 اہل کار ہلاک ہوئے۔ بلخ کے ضلع چاربولک میں تین چوکیاں فتح کر کے 2 کمانڈر 'خان' اور 'صادق' سمیت 16 اہل کار ہلاک اور زخمی کیے گئے۔ صوبہ اروزگان کے دارالحکومت ترین کوٹ میں کمانڈر محمد ولی احمدی سمیت 11 اہل کار ہلاک اور 13 اہل کار زخمی ہوئے۔ غزنی کے دارالحکومت میں بھی دو چوکیاں فتح اور ان میں موجود 6 پولیس اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

10 اپریل کو میدان وردگ کے ضلع نرخ میں ایک فدائی مجاہد نے بارود بھری گاڑی صفریک قطعہ کے ظالم اہل کاروں کے مجمع سے ٹکرا دی، جس سے دشمن کے متعدد ٹینک، فوجی گاڑیاں تباہ اور درجنوں فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ عینی شاہدین کے مطابق انہوں نے 30 لاشیں دیکھیں، جو جائے وقوعہ سے منتقل کی جا رہی تھیں۔ فدائی مجاہد احمد نے بارود بھری تیز رفتار گاڑی دشمن کے فوجی قافلے سے ٹکرا دی۔ جب افراتفری مچ گئی تو مجاہدین نے ان پر گولہ باری اور فائرنگ شروع کر دی، جس میں درجنوں اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ یہ ایک فدائی مجاہد کا حملہ نہیں ہے، بلکہ ہزاروں فدائی مجاہدین دشمن پر تابڑ توڑ حملے کے انتظار میں ہیں۔ جب بھی قیادت کی جانب سے انہیں حکم ملے گا، وہ دشمن پر دھاوا بول دیں گے۔ سفاک دشمن پر ہر جگہ قیامت صغری برپا کریں گے۔ بزدل دشمن فدائی مجاہدین کے ہلاکت خیز حملوں کے لیے ذہنی طور تیار رہے۔ اسے موت کی وادی میں گرنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔ سانحہ قندوز کے شہداء کے مقدس خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لیا جائے گا۔ اللہ تعالی کی مدد سے فتوحات کا سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ اللہ تعالی مجاہدین کی قربانیاں قبول فرمائے۔

2017کی سیاسی وعسکری فتوحات

محمد حارث

2017 افغانستان میں فتوحات کا سال تھا۔ امارت اسلامیہ نے اس سال اپنے اہداف حاصل کر کے وسیع علاقوں پر اپنا کنٹرول قائم کیا ہے۔ امارت کی بہترین حکمت عملی نے جارح دشمن کو دفاعی پوزیشن پر لا کھڑا کیا ہے۔ صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی پالیسی واضح ناکامی کا شکار ہے۔ اس پالیسی کا مقصد فوج میں اضافہ کر کے اپنی قوت کا مظاہرہ کرنا تھا۔ افغانستان میں امریکی فوج کے سربراہ جنرل جان نیکولسن نے اس پالیسی کے بعد کہا 'ہم دو سال میں افغانستان کے اسی فیصد پر قابض ہو جائیں گے۔' آج کئی ماہ بعد بھی جنرل کو ایسی کوئی کامیابی نظر نہیں آ رہی۔ جسے وہ اپنی فتح کہہ سکیں۔ جنوری 2107 میں امارت اسلامیہ نے ایک رپورٹ میں یہ خبر شائع کی کہ 17 صوبوں کے 41 اضلاع مکمل طور پر اس کے کنٹرول میں ہیں۔

صوبوں میں فتوحات کی تفصیل:

امارت اسلامیہ نے فروری 2017 میں قندھار کے ضلع شوراوک پر کنٹرول قائم کر لیا۔ یکم مارچ کو دو دنوں کی شدید لڑائی کے بعد صوبہ بغلان کے دو اضلاع نالا اور برقک پر قبضہ کر لیا گیا۔ اسی ماہ 22 تاریخ کو صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین کے پولیس ہیڈ کوارٹر اور ایک بڑی چھاؤنی پر کنٹرول قائم کر لیا۔ 28 اپریل کو صوبہ بدخشان کے ضلع زیباک میں دشمن کا مکمل ساز و سامان اپنے قبضے میں لے لیا۔ 2 مئی کو صوبہ بادغیس کے ضلع غورماچ مکمل طور پر فتح ہو گیا۔ اسی ضلع میں بھی دشمن کا تمام مکمل ساز و سامان اپنے قبضے میں لے لیا۔ اسی ماہ 6 تاریخ کو سخت لڑائی کے بعد صوبہ قندوز کے ضلع زال کی تمام چیک پوسٹوں کے اہل کاروں کو بھگا دیا اور اب اُن پر مجاہدین کا کنٹرول ہے۔ مجاہدین نے فتح مبین کے بعد بھی قندوز کے دیگر علاقوں میں وسیع پیمانے پر کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ 20 مئی کو صوبہ غزنی کے ضلع واغظ کے ارد گرد سبھی چیک پوسٹیں قبضے میں لے لیں۔ جس کی وجہ سے یہ صوبہ مکمل طور پر مجاہدین کے زیر نگیں آ گیا ہے۔ 20 جون کو کئی دنوں کی لڑائی کے بعد صوبہ جوزجان کا ضلع درزاب بھی فتح ہو گیا۔ 21 جولائی کو صوبہ بغلان کا ضلع گزرگاہ بھی مجاہدین نے فتح کر کے وہاں موجود مکمل ساز و سامان اپنے قبضے میں لے لیا۔ اسی ماہ 23 تاریخ کو صوبہ فاریاب کے ضلع کوہستان کا مرکز مکمل طور پر اپنے قبضے میں لے لیا۔ اسی دن صوبہ غور کا ضلع تیورہ بھی فتح ہو گیا۔ 25 تاریخ کو کئی دنوں کی شدید لڑائی کے بعد صوبہ پکتیا کا ضلع جانی خیل بھی فتح ہو گیا۔ اس معرکے میں بہت بڑی تعداد میں افغان فوجی مارے گئے۔ ایک دن بعد 26 تاریخ کو صوبہ نورستان کے دو اضلاع وانٹ اور ایگل کی تمام چیک پوسٹیں بھی فتح ہو گئیں۔

9 اگست کو صوبہ پکتیا کا ضلع جانی خیل ایک مرتبہ پھر فتح کر لیا گیا۔ اسی ماہ 13 تاریخ کو فاریاب کا ضلع غورماچ بھی فتح ہو گیا۔ 21 تاریخ کو یہ خبر ملی کہ تخار کا ضلع خماب بھی سخت لڑائی کے بعد فتح ہو گیا ہے۔ 24 اگست کو غزنی کے ضلع زنخان مرکز کی چاروں چیک پوسٹیں اپنے کنٹرول میں لے لیں۔ 25 اگست کو کئی دنوں کی صبر آزما جدوجہد کے بعد صوبہ پکتیا کے ضلع گومل کے اہم مراکز سمیت تمام چیک پوسٹیں فتح کر لی گئیں۔ 28 ستمبر کو یہ رپورٹ شائع ہوئی کہ صوبہ قندھار کا ضلع معروف شدید لڑائی کے بعد فتح ہو گیا ہے۔ 16 اکتوبر کو دو دنوں کے محاصرے کے بعد قندھار کا ضلع معروف مکمل طور پر امارت کے زیر نگین آ گیا۔ اس کارروائی میں کئی فوجی ہلاک ہوئے۔ 17 اکتوبر کو فراہ کا ضلع شیب کوہ بھی فتح ہو گیا۔ اسی دن غزنی کا ضلع اندڑ بھی فتح ہو گیا۔ اسی ماہ 29 تاریخ کو صوبہ غزنی کے ضلع خوگیان کا مرکز فتح کر لیا گیا۔ جس میں 19 فوجی بھی ہلاک ہوئے۔

دشمن پر 2017 کا سب سے بڑا حملہ:

21 اپریل کو فوجی وردی میں ملبوس دس فدائی مجاہدین صوبہ بلخ میں 209 شاہین چھاؤنی میں داخل ہو گئے۔ وہاں موجود فوجیوں پر حملہ کر دیا گیا۔ جس کے نتیجے میں 500 فوجی ہلاک ہو گئے۔ اس حملے کے کئی دنوں بعد طلوع ٹی وی نے رپورٹ جاری کی کہ حملے میں 256 ہلاک شدگان کی شناخت ہو سکی ہے۔ اسی طرح 17 اکتوبر کا دن کابل انتظامیہ کے لیے 2017 کا سب سے خطرناک دن تھا۔ اس دن 8 فدائی مجاہدین نے صوبہ پکتیا کے مرکز گردیز کے پولیس ہیڈ کوارٹر اور انتظامیہ پر کار بم دھماکہ کیا۔ جس کے نتیجے میں آئی جی پولیس سمیت 277 اہل کار مارے گئے۔ جب کہ 162 لوگ زخمی ہوئے۔ اسی دن انتظامیہ نے رپورٹ جاری کی کہ صوبہ غزنی کے ضلع اندڑ میں 25 پولیس اہل کار ہلاک۔ جب کہ 15 زخمی ہوئے ہیں۔ اس کارروائی میں مذکورہ صوبہ مکمل طور پر مجاہدین کے کنٹرول میں آ گیا۔ اس میں سو سے

زائد فوجی زخمی اور ہلاک ہوئے۔ اسی رات صوبہ وردگ کے ضلع چغتو کے مرکز پر حملہ کیا گیا۔ جس میں فوج کو بھاری جانی ومالی نقصان پہنچا۔

2017 کا سب سے اہم حملہ:

جب 27 ستمبر کو امریکی وزیر دفاع اور نیٹو سربراہ کابل ایئر پورٹ پر اترے تو مجاہدین نے ایئر پورٹ پر 20 سے زیادہ میزائل داغے۔ جس میں کافی زیادہ جانی ومالی نقصانات پہنچے۔ ان حملوں کا نشانہ وزیر دفاع اور نیٹو سربراہ کا ہیلی کاپٹر تھا۔ ان حملوں نے بیرونی فوج کو اتنا خوف زدہ کر دیا کہ بعدازاں کسی بھی سرکاری اہل کار نے باقاعدہ اعلان کر کے آنے کی جرأت نہیں کی۔ 23 اکتوبر کو امریکی وزیر خارجہ نے اچانک اور خفیہ دورہ کیا اور خود کابل جانے کے بجائے اشرف غنی اور ڈاکٹر عبداللہ کو بگرام ایئر بیس پر بلالیا۔ 22 دسمبر کو امریکی نائب صدر بھی نہایت خفیہ طور پر افغانستان آئے۔

بیرونی اور داخلی فوج پر زبردست حملے:

10 جنوری کو کابل کے علاقے دارلآمان میں سکیورٹی فوج پر دو فدائی حملے ہوئے۔ جن میں سکیورٹی فوج کے ستر سے زائد اہل کار ہلاک ہوگئے۔ یکم مارچ کو بھی کابل میں زبردست دھماکے کیے گئے۔ پہلا دھماکہ کابل انتظامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن پر ہوا۔ جس میں بھاری جانی ومالی نقصان پہنچا۔ دوسرا حملہ کابل کے سیکٹر 6 پر ہوا۔ سب سے پہلے فائرنگ کی گئی۔ بعدازاں فدائی مجاہدین اندر داخل ہوگئے اور ہدف کے مطابق اپنی کارروائی کی۔ تیسرا حملہ سیکٹر 241 میں ایک انٹیلی جنس مرکز پر ہوا۔ 26 مئی کو صوبہ قندھار کے ضلع شاہ ولی کوٹ میں ایک حملے کے نتیجے میں افغان فوج کے 59 افراد ہلاک ہوگئے۔ اسی ماہ 21 تاریخ کو صوبہ زابل کے علاقے شاہ جوئی میں دشمن کے اعتراف کے مطابق 25 افراد ہلاک ہوئے۔ 2 جولائی کو قندوز شہر کے ارد گرد زبردست حملے کیے گئے۔ اسی دن ایک ہیلی کاپٹر بھی مار گرایا گیا۔ وسیع پیمانے پر علاقے بھی کنٹرول میں آئے۔ ان حملوں کے ساتھ ہی مجاہدین نے قندوز اور بغلان کے درمیان تمام راستے بند کر دیے۔ 8 جولائی کو صوبہ پکتیا کے پولیس ہیڈ کوارٹر پر پہلے ایک کار بم دھماکہ ہوا، جس میں ہیڈ کوارٹر کی عمارت کا اکثر حصہ منہدم ہو کر بڑی تعداد میں اہل کار ہلاک ہوگئے۔

21 جولائی کو صوبہ بدخشان کے ضلع تگاب کے مرکز پر حملہ کیا گیا، جس میں 30 پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔ 24 جولائی کو کابل کے علاقے 'دہبوری' میں سکیورٹی فوج کی گاڑیوں پر فدائی حملہ ہوا، جس میں 37 انٹیلی جنس اہل کار ہلاک ہوگئے۔ 26 جولائی کو خاکریز کے علاقے کرزالی پکے میں فوجی چھاؤنی پر حملہ کیا، جس میں 74 فوجی ہلاک ہوئے۔ 28 جولائی کو صوبہ غزنی کے ضلع گیلان میں مختلف حملوں میں آئی جی پولیس سمیت 30 پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔ اسی رات صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں 25 فوجی مارے گئے۔ پینٹاگون نے بھی 2 اگست کو قندھار میں ایک فدائی حملے میں اپنے دو فوجیوں کی ہلاکت کی تصدیق کی۔ ہلاک اور زخمیوں کی تعداد 15 تھی۔ 3 اگست کو دشمن میڈیا کی جانب سے جاری بیان کے مطابق کابل کے ضلع قرہ باغ میں ایک فدائی حملے میں ایک ہلاک، جب کہ 6 زخمی ہوئے۔ اسی ماہ 26 تاریخ کو مجاہدین نے صوبہ تخار کے ضلع خواجہ غار میں 10 چیک پوسٹوں پر قبضہ کیا گیا، جب کہ اسی ضلع کے وسیع علاقوں پر کنٹرول قائم کر لیا گیا۔

19 ستمبر کو صوبہ فاریاب کے ضلع کوہستان کے علاقے 'بندر' پر کنٹرول قائم کر لیا گیا۔ 21 ستمبر کو فاریاب کے ضلع المار میں ایک فوجی چھاؤنی سمیت 20 چیک پوسٹیں فتح کر لی گئیں۔ 24 ستمبر کو کابل کے علاقے افشار میں ایک فدائی حملے کے نتیجے میں غاصب فوج کے تین ٹینک اور 16 فوجی ہلاک ہوگئے۔ یکم اکتوبر کو ایک زبردست لڑائی کے بعد صوبہ پروان کے ضلع سیاگرد میں اسٹریٹیجک اہمیت کے حامل علاقہ پندقستان کنٹرول میں لے لیا۔ چار اکتوبر کو صوبہ اروزگان کے ضلع چوری میں گروپ جنگ میں 24 فوجی ہلاک ہوگئے۔ 13 اکتوبر کو ایک بار پھر پل مرزا ولنگ نامی علاقہ مجاہدین کے کنٹرول میں آگیا۔ اسی ماہ 18 تاریخ کو صوبہ قندھار کے ضلع میوند کی ایک مضبوط فوجی چھاؤنی مکمل طور پر تباہ کر دی گئی، جس میں 60 سے زائد اہل کار ہلاک ہوئے۔

21 تاریخ کو دارالحکومت کابل کے سیکٹر 5 میں مارشل فہیم کے فوجی کالج کے سامنے ایک فدائی حملے کے نتیجے میں 15 طلبا ہلاک ہوگئے۔ 27 اکتوبر کو دشمن نے صوبہ لوگر کے ضلع خروار میں ایک چھاپہ مارا، جس پر مجاہدین نے سخت مزاحمت کر کے اسے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ دوران جنگ دشمن کا ایک طیارہ بھی مار گرایا گیا، جس میں کئی کمانڈو اور فوجی سوار تھے۔ 28 نومبر کو صوبہ فاریاب کے ضلع بل چراغ جیسے اسٹریٹیجک اہمیت کے حامل علاقے پر کنٹرول قائم کر لیا گیا۔ 16 دسمبر کو مجاہدین نے فاریاب کے ضلع شیرین تگاب کی تین چیک پوسٹوں پر قبضے سمیت بلوچ کا سارا علاقہ کنٹرول میں لے لیا۔ اسی ماہ 17 تاریخ کو قندھار ایئر پورٹ کے قریب بیرونی فوج کے کانوائے پر موثر بم حملے میں کئی فوجی ہلاک ہوگئے۔ 22 دسمبر کو قندھار کے ضلع میوند کے آئی جی آفس پر ہموی ٹینک کے ذریعے فدائی حملہ کیا گیا، جس میں مذکورہ

علاقے کے پولیس افیسر سمیت کئی فوجی بھی مارے گئے۔ 8 پولیس اہل کاروں کی ہلاکت اور 9 کے زخمی ہونے کی تصدیق حکام نے بھی کی۔

کٹھ پتلی اہم اہل کاروں کی ہلاکت:

12 فروری کو قندھار کے سیکٹر چار میں صوبہ خوست کے ڈی آئی جی مارے گئے۔ اس سے اگلے روز سپین بولدک میں صوبہ اروزگان کے رکن اسمبلی زین اللہ قتل کر دیے گئے۔ 2 اپریل کو صوبہ پکتیا کے آئی جی پولیس اپنے 6 محافظین سمیت مارے گئے۔ 3 اپریل کو صوبہ خوست کے ضلع نادر شاہ کوٹ کے ڈسٹرکٹ پولیس افسر ایک حملے کے زد میں آکر مارے گئے۔ 17 ستمبر کو صوبہ بغلان کے عسکری امور کے ماہر اور عمومی مرکز کے سربراہ جنرل عبدالحئ مورچے میں دیگر کئی فوجیوں کے ساتھ مارے گئے۔ 20 اپریل کو صوبہ زابل کے ضلع شین کئی میں پولیس سربراہ اپنے کئی محافظین سمیت انجام کو پہنچ گئے۔

19 جون کو صوبہ نیمروز کے ضلع چخانسور کے گورنر ایک حملے میں مارے گئے۔ 25 جولائی کو صوبہ فراہ کے ضلع شیب کوہ کے گورنر ایک حملے کے نتیجے میں مارے گئے۔ 21 ستمبر کو صوبہ غزنی کے ضلع جغتو کے آئی جی پولیس ایک حملے میں مارے گئے۔ یاد رہے ایک ہی مہینے میں اس ضلع کے یہ تیسرے آئی جی پولیس ہیں، جو مجاہدین کے حملوں کا نشانہ بنے ہیں۔ اس ماہ 21 تاریخ کو صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی کے آئی جی پولیس قتل کر دیے گئے۔ سات نومبر کو اسی صوبے کے رکن اسمبلی کو ہرات میں ایک حملے میں نشانہ بنایا گیا۔ 12 نومبر کو مجاہدین کے ایک چھاپہ مار حملے میں قندھار کے رکن اسمبلی کے سیکرٹری کو مار دیا گیا۔ 25 نومبر کو صوبہ نیمروز کے ضلع خاشرود کے پولیس سربراہ ایک حملے میں قتل ہو گئے۔ 17 دسمبر کو صوبہ بادغیس کے ضلع داب قمری کے پولیس سربراہ ایک حملے میں ہلاک ہو گئے۔

دشمن کی صفوں نفوذی مجاہدین:

28 مئی کو ایک نفوذی فوجی (وہ مجاہد، جو افغان فوج کا روپ دھار کر فوج میں شامل ہو) نے صوبہ زابل کے ضلع شین کئی میں 6 فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ 4 جون کو قندھار شہر میں سکیورٹی کے سیکٹر 15 میں دو نفوذی فوجیوں کے ایک حملے میں پولیس سربراہ شیر علی اور بریگیڈیئر مجید سمیت 29 فوجی مارے گئے۔ دس جون کو صوبہ ننگرہار کے ضلع اچین میں ایک نفوذی فوجی نے امریکی فوجیوں پر حملہ کر کے 4 امریکی فوجی مار دیے۔ 25 جولائی کو ایک نفوذی مجاہد نے صوبہ قندوز کے مرکز میں تین غاصب فوجیوں کو انجام تک پہنچا دیا۔ 22 اکتوبر کو صوبہ لغمان کے ضلع قرغی میں سیلاب چھاؤنی کے اندر ایک نفوذی مجاہد نے 13 امریکی فوجی مار دیے۔ علاوہ ازیں دو مزید زخمی ہو گئے۔ اکیس نومبر کو ایک نفوذی مجاہد نے صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں 27 غاصب فوجی ہلاک کر دیے۔

کٹھ پتلیوں کے فوجی نقصانات:

سیگار نے یکم اگست کو ایک رپورٹ شائع کی، جس میں افغانستان میں رواں شمسی سال کے پہلے چار مہینوں میں 6 ہزار 776 پولیس اہل کار اور فوجیوں کی ہلاکت کی تصدیق کی گئی تھی۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ اس دوران دو ہزار 531 فوجی ہلاک، جب کہ 423 زخمی ہوئے۔ البتہ اس رپورٹ کے بعد سیگار نے ہلاک شدگان اور زخمی فوجیوں کی تعداد شائع کرنے پر پابندی لگا دی۔ 12 نومبر کو وزارت دفاع کے سرپرست طارق شاہ بہرامی نے کہا کہ گزشتہ سال کی نسبت اس سال مجاہدین کے حملوں میں 13 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ گزشتہ سات ماہ میں افغان فوج کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

امریکی اور افغان فوج عوام کی قاتل:

ڈونلڈ ٹرمپ کے صدارت کے آغاز سے افغانستان میں بمباریوں کی شرح میں اضافہ ہوا ہے۔ جس کا نشانہ صرف اور صرف عوام اور پبلک مقامات ہیں۔ 25 فروری کو اقوام متحدہ کی جانب سے جاری ایک رپورٹ میں کہا گیا کہ امریکی اور اتحادی فوج کی بمباریوں کی بدولت عوامی نقصانات میں 99 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ نومبر کے آخر میں ایک امریکی ٹیلی ویژن این بی سی نے امریکی فوج کے حوالے سے کہا کہ اکتوبر 2016 سے لے کر آج تک بمباریوں میں تین گنا اضافہ ہوا ہے۔ بمباریوں کی شرح میں یہ اضافہ ٹرمپ کی نئی حکمت عملی کے بعد ہی ہوا۔ اپنی فوج کو دوبارہ مسلح بنانا اس پالیسی کے بنیادی نکات تھے۔ 5 دسمبر کو یوناما کی رپورٹ میں کہا گیا کہ افغانستان میں بمباریوں کے نتیجے میں عوامی نقصانات میں 52 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ جب کہ ان بمباریوں کی بدولت امریکا کو کچھ فائدہ ہوا اور نہ ہی مجاہدین سے علاقے اپنے کنٹرول میں لینے میں کامیاب ہو سکا۔ ان حملوں کی بدولت عوامی نفرت میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ اس نوعیت کے حملے افغانوں کے جہادی عزائم میں مزید اضافے کا سبب بنتے ہیں۔

17 سالہ جہاد کے اس طویل دور میں افغانستان کے مظلوم مسلمانوں نے کمر توڑ محنت کے ذریعے بیرونی دشمن کو سخت شکست دی ہے۔ افغانستان کے 80 فیصد علاقے پر کنٹرول قائم کیا ہے۔ جس کا اعتراف دشمن بھی کر رہا ہے۔ افغان جہاد اب تکمیلی مراحل میں ہے۔ غاصب فوج پر کامیاب حملوں سے یہی نتیجہ نکل رہا ہے کہ امریکی صدر کی نئی حکمت عملی بھی ناکام رہی ہے۔ ان کی یہ حکمت عملی بھی گزشتہ ناکامیوں کی طرح تاریخ میں ناکامی ہی لکھی جائے گی۔ ان شاء اللہ

جنگی جرائم مارچ 2018

سید سعید

2، مارچ 2018 کو صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ کے علاقے شیر آباد میں لیویز اہل کاروں نے ایک دکان دار ابراہیم کے گھر میں گھس کر ایک خاتون اور دو بچوں سمیت چار افراد کو شہید، جب کہ پانچ افراد کو زخمی کر دیا۔ مقامی لوگوں نے غزنی شہر میں احتجاجی مظاہرہ کرتے ہوئے قاتلوں کی فوری گرفتاری اور قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ کٹھ پتلی فوج نے مظاہرے کے شرکا پر فائرنگ کر دی، جس سے متعدد افراد جاں بحق اور زخمی ہو گئے۔ 4 مارچ کو صوبہ خوست کے ضلع نادشاہ کوٹ کے علاقے زینہ خیل کے گاؤں زیڑی میں اہل کاروں نے چھاپے کے دوران ایک خاتون، ایک معصوم بچے سمیت چار افراد کو شہید کر دیا۔ جس کے رد عمل میں مقامی لوگوں نے کابل۔خوست شاہراہ بند کر دی اور قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ کیا۔ اسی دن صوبہ فاریاب کے ضلع جمعہ بازار کے علاقے قرہ شیخی میں فوج کی فائرنگ سے ایک معصوم بچہ شہید، جب کہ کئی بچے زخمی ہو گئے۔

5 مارچ کو غزنی دارالحکومت کے مضافات میں اجرتی فوج نے احتجاجی ریلی پر فائرنگ کر کے چار افراد شہید، جب کہ تین افراد کو زخمی کر دیا۔ ریلی شرکا ضلع قرہ باغ میں فوجی مظالم کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔ جب کہ صوبہ خوست کے دارالحکومت کے قریب فوج نے ایک مدرسے پر چھاپہ مارا، اساتذہ اور طالب علموں کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ جب کہ دس طلبا کو حراست میں لے لیا۔ اسی دن صوبہ کاپیسا کے ضلع نجراب کے علاقے برکت خیل میں قابض اور کٹھ پتلی فوج نے فائرنگ کر کے ایک خاتون کو شہید، جب کہ دو افراد کو زخمی کر دیا۔ قندھار کے ضلع میوند کے علاقے بند تیمور میں قابض اور اجرتی فوج نے چھاپے کے دوران چھ شہریوں کو شہید، جب کہ تیس افراد کو حراست میں لے لیا۔

6 مارچ صوبہ پکتیکا کے ضلع نکہ میں قابض اور کٹھ پتلی فوج نے صحت کے تین مراکز اور 100 سے زائد دکانوں کو تباہ کر دیا۔ قبائلی رہنماؤں نے میڈیا کو بتایا کہ فوج نے تین کلینک بھی مہندم کر دیے۔ جب کہ ڈاکٹروں کو حراست میں لے لیا۔ صوبہ فاریاب کے ضلع پشتون کوٹ کے علاقے شرشر اور ریقلو میں فوج کی فائرنگ سے چار شہری شہید اور دو زخمی ہو گئے۔ مشرقی صوبے ننگرہار کے ضلع بٹی کوٹ کے علاقے باریکاب میں قابض اور کٹھ پتلی فوج نے چھاپے کے دوران چار شہریوں کو شہید اور دو کو زخمی کر دیا۔ قندھار کے ضلع شاہ ولی کوٹ کے علاقے کھور میں حملہ آوروں اور کٹھ پتلی فوج نے چھاپے کے دوران چار شہریوں کو شہید کر دیا۔ دس افراد کو حراست میں لے لیا۔ مقامی لوگوں کے مطابق فوج نے علاقے میں لوگوں کو مالی نقصان بھی پہنچایا ہے۔

11 مارچ کو پولیس نے ضلع بلخ کے گاؤں شرشرک میں ایک استاد 'داد محمد' کو شہید کر دیا۔ جب کہ 13 مارچ کو قندوز کے دارالحکومت کے مضافات میں فوج نے ایک انجینئر کو شہید کر دیا۔ اسی طرح 15 مارچ کو صوبہ فاریاب کے ضلع پشتون کوٹ میں فوج نے مجاہدین کے ساتھ جھڑپوں کے بعد مارٹر گولے داغے۔ عینی شاہدین کے مطابق آٹھ شہری شہید، جب کہ پانچ افراد زخمی ہو گئے۔ اگلے دن ہلمند کے ضلع ناد علی کے علاقے شین گل چار راہی میں حملہ آوروں کے ڈرون حملے میں ایک کسان شہید ہو گیا۔ جب کہ ننگرہار کے ضلع چپرہار کے علاقے مانو، گرانتک اور متدر خیل

میں قابض فوج نے فضائی حملہ کر کے 9 افراد کو شہید کر دیا۔ جب کہ متعدد افراد کو زخمی کر دیا۔ عوام نے اس واقعے کے خلاف جلال آباد، چپرہار قومی شاہراہ بلاک کر کے احتجاج کیا۔

17 مارچ کو پکتیکا کے ضلع اور گون کے علاقے پیر کوٹی میں فوج نے چھاپے کے دوران ایک شخص کو شہید اور ایک کو زخمی کر دیا۔ جب کہ تین افراد کو حراست میں لے لیا۔ اسی دن لوگر کے ضلع برکی کے علاقے شاہمزار میں کٹھ پتلی فوج نے چھاپے کے دوران ریڈیو کے ایک دکان دار کو شہید، جب کہ چار کسانوں کو حراست میں لے لیا۔ اسی طرح ننگرہار کے ضلع خوگیانو کے علاقے ننگ میں قابض اور اجرتی فوج نے ایک مدرسے پر چھاپہ مارا۔ ایک استاد اور پانچ طالب علموں کو شہید اور چار طلبا کو گرفتار کر لیا۔ اگلے دن بادغیس کے ضلع مرغاب کے علاقے وجہ خوجی میں فوج کی فائرنگ سے دو بچے شہید اور ایک خاتون زخمی ہو گئی۔ جب کہ 20 مارچ کو فراہ کے ضلع انار درہ کے علاقے بابوس میں حملہ آوروں نے سرچ آپریشن کے دوران سات کسانوں کو حراست میں لے لیا۔ اگلے دن 21 مارچ کو صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانو کے علاقے مملی میں قابض اور کٹھ پتلی فوج نے مقامی آبادی پر چھاپہ مارا۔ گھروں کے دروازے بموں سے اڑا کر اندر گھس گئے۔ گھر گھر تلاشی کے دوران لوگوں کا قیمتی سامان بھی لوٹ لیا۔ دو افراد کو شہید اور دس کو حراست میں لے لیا۔ اسی طرح 22 مارچ کو صوبہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد کے علاقے تنگی درہ دو آب اور گلی خیل میں فوج نے چھاپے کے دوران عوام پر تشدد کیا اور ایک اسکول کے دو اساتذہ 'احسان الدین اور سید رحمن' کو حراست میں لے لیا۔ جب کہ صوبہ فراہ کے ضلع پشت کوہ کے علاقے کاریزک میں قابض اور کٹھ پتلی فوج نے چھاپے کے دوران تین شہریوں کو شہید، جب کہ پانچ کو حراست میں لیا گیا۔

25 مارچ کو میڈیا نے خبر شائع کی کہ صوبہ ہلمند کے کچھ اضلاع میں پولیس اور لیویز اہل کاروں نے اسکولوں میں مورچے قائم کیے ہیں۔ ہلمند کے محکمہ تعلیم کے سربراہ داؤد شاہ صفاری نے اعتراف کیا کہ فوج نے کئی اسکولوں میں مورچے قائم کر رکھے ہیں۔ صفاری کے مطابق فوج نے طالب علموں کی کتابوں اور میزوں کو ایندھن کے طور پر استعمال کیا ہے۔ ضلع ناد علی میں کالج کو فوجی اڈہ بنا دیا ہے۔ جس کے باعث طلبا کا قیمتی وقت ضائع ہو رہا ہے۔ اسی طرح فراہ کے ضلع خاک سفید کے علاقے محلہ خان میں قابض اور کٹھ پتلی فوج نے چھاپے کے دوران چار شہریوں کو شہید اور 25 افراد کو حراست میں لے لیا۔ جب کہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد کے علاقے چیچان میں قابض اور کٹھ پتلی فوج نے چھاپے کے دوران عوام پر تشدد کیا۔ ایک مسجد کو شہید اور اس میں موجود پانچ نمازیوں کو زخمی کر دیا۔ جب کہ پانچ کو حراست میں لے لیا۔

26 مارچ کو مشرقی صوبہ ننگرہار کے ضلع شیر زاد و کے علاقے توتو میں فوج نے دو شہریوں کو شہید اور ایک شخص کو زخمی کر دیا۔ اسی طرح صوبہ ہلمند میں شوراب ایئر بیس کے قریب فوج نے ایک مسافر گاڑی پر فائرنگ کر دی۔ جس سے دو افراد شہید اور ایک عورت سمیت دو افراد زخمی ہو گئے۔ اگلے روز میدان وردگ کے ضلع سید آباد کے علاقے تنگی درہ کے امیر شارہ میں قابض اور اجرتی فوج نے چھاپے کے دوران چار افراد کو شہید اور پانچ افراد کو گرفتار کر لیا۔ اسی طرح قندوز کے دار الحکومت کے قریب لیویز اہل کاروں نے مجاہدین کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے اپنے کمانڈر ظاہر کے انتقام میں تین کسانوں کو شہید کر دیا۔

29 مارچ کو قندھار کے ضلع میوند کے علاقے سرہ بغل میں حملہ آوروں اور افغان فوج نے ایک کارروائی کے دوران 22 شہریوں کو شہید اور درجنوں کو زخمی کر دیا۔ فوج نے ایک کلینک بھی تباہ کر دیا۔ جب کہ عوام کی گاڑیوں اور دیگر قیمتی سامان کو آگ لگا دی۔ اسی دن بدخشان کے ضلع جرم کے علاقے آب رانغک اور فرغامیرو میں فوج نے مقامی آبادی پر گولہ باری کی، جس میں خواتین اور بچوں سمیت 8 افراد شہید، جب کہ بیس افراد زخمی ہو گئے۔ جب کہ گولہ باری سے تیس سے زائد مکانات تباہ اور بڑی تعداد میں مویشی بھی ہلاک ہو گئے۔ اگلے دن ننگرہار کے ضلع بٹی کوٹ کے علاقے چہاردہی میں قابض اور اجرتی فوج کی مشترکہ کارروائی میں ایک شخص کو شہید اور دو افراد کو حراست میں لے لیا۔

ذرائع: بی بی سی، آزادی ریڈیو، افغان اسلامک پریس، پژواک، خبریال، لراوبر، نن ڈاٹ ایشیا اور دیگر ویب سائٹس۔

افغانستان اپریل 2018 میں

احمد فارسی

نوٹ: یہ رپورٹ صرف ان واقعات ونقصانات پر مشتمل ہے، جن کا دشمن نے بھی اعتراف کیا ہے۔ مزید اعداد و شمار کے لیے امارت اسلامیہ کی آفیشل ویب سائٹ ملاحظہ فرمائیں۔

اپریل کے مہینے میں مجاہدین نے افغانستان بھر میں کئی اہم کامیابیاں حاصل کیں۔ جب کہ اسی ماہ قابض اور کٹھ پتلی فوج نے جنگ میں ہزیمت اٹھانے کے خفیہ اعتراف کے ساتھ نہتے اور مظلوم عوام کے خلاف ظلم و سربریت کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ قرآن پاک کے سیکڑوں حفاظ کرام کو بہیمانہ طریقے سے شہید کیا، بلکہ درجنوں گاؤں اور گھروں کو کھنڈرات میں بدل دیا۔ اس ماہ امارت اسلامیہ نے الخندق آپریشن کا اعلان کیا، جس کے آغاز کے ساتھ ہی مجاہدین کی کارروائیوں میں تین گنا اضافہ دیکھنے کو ملا اور مختلف صوبوں میں اہم کامیابیاں حاصل ہوئیں۔

حملہ آوروں کا جانی نقصان:

اگرچہ حال ہی میں قابض فوج اور اس کے غیر ملکی مزدور اپنے جانی و مالی نقصانات چھپاتے اور ہلاکتوں کا اعتراف نہیں کرتے، تاہم جنگ کا میدان ان کی ہلاکتوں پر گواہی دیتا ہے۔ دوسری جانب دشمن کے اعلی حکام بالواسطہ اعتراف کر کے حقائق ظاہر کرتے ہیں۔ بدھ 11 اپریل کو میڈیا نے امریکی محکمہ دفاع کے حوالے سے رپورٹ شائع کی کہ مجاہدین کے بڑھتے حملوں کے باعث امریکی فوج کی ہلاکتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ 30 اپریل کو دشمن نے اعتراف کیا کہ قندھار کے ضلع دامان میں حملہ آوروں کے فوجی قافلے پر حملے کے نتیجے 5 امریکی فوجی ہلاک ہوئے، لیکن بزدل دشمن نے اس ماہ صرف ایک فوجی کی ہلاکت کی تصدیق کی۔ اس حساب سے اُن کے مطابق رواں سال صرف دو قابض فوجی ہلاک ہوئے ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اگر واقعی چار ماہ کے دوران صرف دو امریکی فوجی ہلاک ہوئے تھے تو پھر اعلی امریکی حکام امریکی فوجیوں کی بڑھتی ہلاکتوں پر تشویش کا اظہار نہ کرتے۔ دشمن کے شور مچانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل حقیقت اور ان کے اعتراف کے درمیان بڑا فرق موجود ہے۔

کٹھ پتلی دشمن کا جانی نقصان:

اس ماہ کٹھ پتلی دشمن کے درجنوں فوجی، پولیس اور خفیہ ایجنسیوں کے اہل کار ہلاک کیے گئے ہیں۔ 8 اپریل کو مجاہدین نے قندھار شہر میں ایک چیک پوسٹ کے کمانڈر کو ہلاک کر دیا۔ 12 اپریل کو غزنی کے ضلع خواجہ عمری میں ضلعی گورنر سمیت 32 سکیورٹی اہل کار ہلاک ہو گئے۔ ایک دن بعد صوبہ ہرات کے ضلع شین ڈنڈ میں پولیس افسر اپنے 10 سپاہیوں سمیت ہلاک کر دیا گیا۔ 14 اپریل کو زابل کے شہر صفا میں پولیس کمانڈر ہلاک ہو گیا۔ 18 اپریل کو صوبہ سرپل ضلع سنگ چارک میں ایک کمانڈر 10 اہل کاروں سمیت مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہوئے۔ 18 اپریل کو قندھار کے ضلع سپین بولدک کا پولیس سربراہ مارا گیا۔ 22 اپریل کو قندھار ہیڈکوارٹر میں پولیس سربراہ کو دن دیہاڑے قتل کر دیا گیا۔ 24 اپریل کو فاریاب کے ضلع المار میں جمعیتِ اسلامی کے ساتھ وابستہ ایک سفاک اور ظالم کمانڈر ہلاک کر دیا گیا 25, اپریل کو قندھار میں نیشنل سکیورٹی فوج کا ایک اہم کمانڈر مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہوا۔ ایک دن بعد صوبہ لوگر کا ڈپٹی گورنر بھی ہلاک کر دیا گیا۔

نہتے شہریوں پر دشمن کا ظلم:

اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق اپریل میں افغانستان میں 443 شہری جاں بحق اور زخمی ہوئے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ مارچ میں 221 شہری جاں بحق اور 322 زخمی ہوئے۔ یہ رپورٹ اس وقت سامنے آئی کہ کابل نیوز نے واشنگٹن پوسٹ کے حوالے سے ایک خبر شائع کی کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے امریکی فوج کو ہدایت کی ہے کہ 'وہ مجاہدین کو نشانہ بناتے وقت شہریوں کی ہلاکتوں کی فکر نہ کرے۔' ان جرائم کے سلسلے میں 2 اپریل کو قابض امریکی فوج نے قندوز کے ضلع دشت آرچی میں ایک دینی مدرسے پر وحشیانہ بمباری کر کے سیکڑوں حفاظ کرام، علمائے کرام اور عام شہری شہید اور زخمی کر دیے۔ مقامی لوگوں کے مطابق اس سفاکانہ کارروائی میں 100 سے زائد افراد شہید اور 200 سے زیادہ زخمی ہوئے۔ کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کے اعلی حکام جرائم پر معذرت کرنے کے بجائے بڑی دلیری سے نہتے عوام کو دھمکاتے اور ڈراتے ہیں۔ صوبہ فراہ کے کٹھ پتلی گورنر نے لوگوں کو وارننگ دی کہ وہ ان علاقوں سے نقل مکانی کریں یا خود کو امریکی حملوں کے لیے تیار رکھیں۔ 15 اپریل کو ہلمند کے علاقے نہر سراج میں قابض اور کٹھ پتلی فوج کی مشترکہ فضائی کارروائی میں بچوں سمیت 13 شہری شہید اور زخمی ہو گئے۔ 19 اپریل کو میڈیا نے خبر شائع کی کہ کابل کے علاقے 'ارزاں قیمت' میں امریکی فوج نے اندھا دھند فائرنگ کر کے دو شہریوں کو شہید کر دیا۔ 22 اپریل کو کابل میں ایک اور نوجوان بھی امریکی فوج کی فائرنگ کا نشانہ بنا۔ ایک اور واقعے میں حملہ آوروں نے قندھار کے ضلع خوگیانو میں چھاپے کے دوران ایک عورت کو شہید کر دیا۔

منصوری آپریشن اور الخندق آپریشن:

یکم اپریل کو فاریاب کے ضلع گرزیوان میں مجاہدین نے 30 گاؤں اور پورا علاقہ

اجرتی فوج کے کنٹرول سے آزاد کرا لیا۔ 4 اپریل کو صوبہ اروزگان کے مرکز میں مجاہدین نے ایک کامیاب کارروائی کے دوران 30 فوجی ہلاک کر دیے اور 14 اہل کار گرفتار کیے گئے۔ 6 اپریل کو صوبہ سرپل کے دارالحکومت میں ایک چیک پوسٹ پر رات کو چھاپہ مار کر دس فوجی ہلاک کر دیے۔ اسی طرح صوبہ میدان وردگ میں ایک فوجی اڈے پر بڑا حملہ کیا، جس میں درجنوں فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ 21 اپریل کو غزنی میں ایک بڑے فوجی اڈے پر امارت اسلامیہ کا سفید پرچم لہرایا گیا۔ ایک دن بعد فاریاب کے ضلع اب چراغ اور پشتون کوٹ میں پانچ چوکیاں فتح ہونے کی خبر شائع ہوئی۔

ایک سال گزرنے اور کئی اہم کامیابیاں سمیٹنے کے ساتھ منصوری آپریشن اختتام پذیر ہوا۔ جب کہ 25 اپریل کو امارت اسلامیہ نے موسم بہار کی آمد کے موقع پر نئے سال کے لیے الخندق آپریشن کا اعلان کیا۔ الخندق آپریشن کے پہلے دن مجاہدین نے دشمن پر سیکڑوں حملے کیے۔ 28 اپریل کو ہلمند کے ضلع ناد علی میں فوجی اڈے پر حملے میں درجنوں فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اسی دن قندوز کے ضلع قلعہ زال فتح ہو گیا۔ جس میں متعدد اہل کار ہلاک ہوئے۔ ایک دن بعد مشرقی صوبے ننگرہار میں دشمن کا ڈرون حملہ مار گرایا گیا۔ 29 اپریل کو صوبہ زابل کے ضلع شاہ جوئی کا پولیس سربراہ ہلاک کر دیا گیا۔ علاوہ ازیں صوبہ غزنی کے مضافات میں متعدد چوکیوں سے بڑی تعداد میں پولیس اہل کار فرار ہو گئے۔ 30 اپریل کو قندھار کے ضلع دامان میں قابض فوج کے قافلے پر حملے میں 5 حملہ آور ہلاک کر دیے گئے۔

اسکول یا فوجی اڈے؟

گزشتہ مہینے ایسی رپورٹس سامنے آئیں کہ کٹھ پتلی فوج نے مساجد، مدارس اور اسکولز کو چوکیوں کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اس سلسلے میں بی بی سی نے بھی ایک رپورٹ شائع کی، جس میں کابل انتظامیہ نے اعتراف کیا کہ فوج نے اسکولز کو چوکیوں میں تبدیل کر دیا ہے۔

دشمن کا سرنڈر ہونا:

7 اپریل کو خبر شائع ہوئی کہ گزشتہ ماہ کابل حکومت کے تقریباً 400 اہل کار حقائق کا ادراک کرتے ہوئے امارت اسلامیہ کے جلب و جذب کمیشن کی کوششوں سے امارت اسلامیہ میں شامل ہو گئے ہیں۔

افغانستان میں اسلحہ کے تجربات:

7 اپریل کو جارحیت پسند جنرل کمانڈر نے اعلان کیا کہ انہوں نے گزشتہ سات ماہ کے دوران اوسطاً روزانہ 15 بم افغانستان کے مظلوم اور بے گناہ لوگوں پر برسائے ہیں۔ 11 اپریل کو شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق کٹھ پتلی وزارت داخلہ نے اعلان کیا کہ حملہ آوروں نے افغان فوج کے ساتھ مل کر ایک دن میں مختلف علاقوں میں ستر کارروائیاں کیں۔ اس سلسلے میں 21 اپریل کو 'اسپوزمی ریڈیو' نے امریکی ذرائع کے حوالے سے خبر دی کہ امریکی فوج نے پچھلے ایک ماہ میں افغانستان میں 399 بم تباہ گرائے ہیں۔

انتخابات میں رجسٹریشن مہم:

2 اپریل کو انتخابات کے لیے ووٹر لسٹوں میں اندراج کا سلسلہ شروع ہوا۔ اگرچہ اس رجسٹریشن کے لیے بھاری اخراجات اور طاقت کا بے دریغ استعمال بھی عمل میں لایا گیا، تاہم ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈاکٹر عبداللہ اور الیکشن کمشنر نے رجسٹریشن کے عمل بارے اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ 'اندراج کا عمل نہ ہونے کے برابر ہے۔ جو کہ ہمارے اندازے سے کئی گنا کم ہے۔' رپورٹس کے مطابق کچھ صوبوں میں ووٹر لسٹوں میں رجسٹریشن کی تعداد 300 سے زائد نہیں ہے۔ کٹھ پتلی حکومت نے تمام ملازمین، اساتذہ اور طالب علموں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ جبراً یہ سلسلہ آگے بڑھائیں اور لوگوں کو بھی ووٹر لسٹوں میں اندراج پر مجبور کیا جائے۔ تاہم لوگوں کی عدم دلچسپی کی وجہ سے انتخابی مراکز ویران نظر آتے ہیں۔ وہ انتخابات میں حصہ لینے اور اندراج کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

کٹھ پتلی حکومت نے مساجد اور دینی مدارس کو رجسٹریشن کے لیے استعمال کیا اور کچھ علاقوں میں نمازیوں اور طلباء پر مساجد اور مدارس کے دروازے بھی بند کر دیے۔ بعد ازاں گورنروں اور کمانڈروں نے عوام کو خبردار کیا کہ جس نے بھی ووٹر لسٹ میں اپنا نام درج نہ کرایا تو اس کا شناختی کارڈ بلاک کر کے سرکاری محکموں میں اسے ملازمت نہیں دی جائے گی۔ واضح رہے گزشتہ دو ہفتوں کے دوران مختلف علاقوں میں ڈسپلے سینٹروں پر نامعلوم افراد نے حملے اور فائرنگ کی۔ اس سلسلے میں سب سے خون ریز واقعہ تب رونما ہوا، جب 22 اپریل کو کابل میں رجسٹریشن سینٹر کے مرکز پر داعش نے حملہ کیا، جس میں تقریباً 100 افراد جاں بحق اور زخمی ہو گئے۔

صحافیوں کی تشویش:

یکم اپریل کو صحافتی تنظیموں کے سربراہ نے اعلان کیا کہ پچھلے سالوں کی نسبت گزشتہ سال صحافیوں پر بھاری گزرا ہے۔ ان کے مسائل اور درپیش چیلنجز میں 51 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ کابل انتظامیہ کوشش کرتی ہے کہ صحافیوں کو سرکاری ملازمین کے طور پر استعمال کرے۔ انہیں اصل حقائق بیان کرنے سے روکا جاتا ہے۔ 25 اپریل کو قندھار کے شمال مشرقی علاقے میں نامعلوم مسلح افراد نے فائرنگ کر کے کابل نیوز کے رپورٹر کو قتل کر دیا تھا۔

30 اپریل کو کابل شہر میں دو دھماکوں میں کم از کم 8 صحافی جاں بحق اور متعدد زخمی ہوئے۔ اس واقعے کی ذمہ داری داعش نے قبول کی تھی۔ اسی روز خوست میں بھی بی بی سی کا ایک صحافی مارا گیا تھا۔

ماہ رجب میں ہونے والی کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات: صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	ایجنٹوں کی ہلاکتیں	ایجنٹوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات: مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندھار	79	0	2	0	175	82	40	8	15	0
-2	ہلمند	123	1	1	1	249	216	52	10	21	1
-3	زابل	55	0	0	0	238	82	22	11	27	0
-4	روزگان	47	0	2	2	165	53	5	4	8	0
-5	فراہ	35	1	0	0	239	41	25	13	24	1
-6	غور	14	0	0	0	28	21	1	1	2	0
-7	ہرات	22	0	0	0	24	46	12	1	4	0
-8	نیمروز	12	0	0	0	23	33	7	3	6	3
-9	بادغیس	44		0	0	99	55	8	3	18	
-10	فاریاب	67	0	0	0	91	107	13	13	17	0
-11	کونڑ	43	0	0	0	6	20	3	0	0	0
-12	ننگرہار	77	0	0	0	123	170	25	1	2	0
-13	لغمان	38	0	1	0	18	19	4	2	0	0
-14	نورستان	6	0	0	0	1	13	0	0	0	0
-15	کابل	33	1	0	0	38	31	8	4	2	0
-16	میدان وردگ	60	0	0	0	56	31	19	0	0	0
-17	غزنی	101	0	0	0	248	280	55	11	10	0
-18	خوست	33	0	0	0	6	17	4	0	0	0
-19	لوگر	58	0	0	0	97	42	25	0	0	0
-20	کاپیسا	14	0	6	8	21	25	1	3	3	0
-21	پروان	29	0	4	0	10	16	8	0	0	0
-22	پکتیکا	21	0	0	0	49	34	7	3	1	0
-23	پکتیا	42	0	0	0	52	56	9	0	0	0
-24	قندوز	15	0	0	0	61	18	8	0	0	0
-25	بغلان	44	0	0	0	54	67	21	0	0	0
-26	تخار	6	0	0	0	10	11	0	0	0	0
-27	سمنگان	3	0	0	0	5	7	0	0	0	0
-28	بدخشان	21	0	0	0	72	50	0	2	3	0
-29	بامیان	3	0	0	0	0	2	1	0	0	0
-30	بلخ	21	0	0	0	62	75	9	0	1	0
-31	جوزجان	7	0	0	0	11	21	2	0	0	0
-32	دای کنڈی	3	0	0	0	6	7	0	0	0	0
-33	سرپل	6	0	0	0	8	7	0	0	0	0
-34	پنج شیر	1	0	0	0	0	0	0	0	0	0
مجموعہ		1183	3	16	11	2345	1755	394	93	164	5

SHARIAT
Monthly Islamic Magazine
7th Year May 2018

امیرالمؤمنین کا پیغام

اے امت کے مجاہدین!

❖ غریب، یتیم، بیوہ، لاچار مسلمانوں اور قیدیوں کے خاندانوں کو عید کی خوشیوں میں فراموش نہ کریں۔ ان کے ساتھ تعاون کریں، تاکہ وہ بھی خوشیوں کے اس موقع سے محروم نہ رہ جائیں۔

❖ افغان مسئلے کا واحد حل یہ ہے کہ امریکا اور دیگر غاصب افواج افغانستان سے نکل جائیں۔ یہاں اسلامی اور خود مختار نظام قائم ہونے دیا جائے۔ ہمارا جہاد اسی ہدف کے لیے ہے۔ ہم نے اس تک پہنچنے کے لیے مسلح جہاد کے ساتھ مذاکرات کے دروازے بھی کھلے رکھے ہیں۔

❖ استعمار کے خلاف ہمارا جہاد دین، عقل اور انسانی قوانین کے تمام معیارات پر پورا اترتا ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہماری مسلم قوم اسلامی نظریے کے مطابق اسلامی نظام کے زیر سایہ آزادانہ زندگی گزار سکے۔

❖ امارت اسلامیہ کے دشمنوں کی بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ وہ ہر معاملے میں طاقت استعمال کرتے ہیں۔ جب کہ ہر جگہ طاقت نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتی۔ ہمیں بطور ایک مسلمان یہ حق حاصل ہے کہ ہر جائز طریقے سے غاصبوں کو اپنے ملک سے نکال کر دم لیں۔

❖ علمائے کرام کو میرا خصوصی پیغام یہ ہے کہ امریکا اور اس کے حواری شکست کھانے کے بعد کوشش کر رہے ہیں کہ اپنے اجلاسوں میں علمائے کرام کی موجودگی سے ناجائز فائدہ اٹھایا جائے۔ یقیناً اس کا نقصان سرزمین اسلام کی آزادی کے لیے کی جانے والی کوششوں کو پہنچے گا۔ کیوں کہ دشمن اس جہاد کو افغانستان کی باہمی خانہ جنگی باور کرانا چاہتا ہے۔

❖ اے کٹھ پتلی فوج!

اگر تم استعمار کی حمایت سے دست بردار ہو جاؤ تو ہمارے بھائی قرار پاؤ گے۔ جس طرح امارت اسلامیہ دشمن کی صفوں سے علیحدہ ہونے والے فوجیوں کو مال و جان کے تحفظ کے ساتھ خوش آمدید کہتی ہے، وہ تمہیں بھی یہی ضمانت دے گی۔ امریکی حمایت میں قتل ہونے سے پہلے اپنی دنیوی و اخروی نجات کے لیے ضرور غور و فکر کریں۔

❖ امارت اسلامیہ کی کوشش ہے کہ افغان عوام اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ معیشت ترقی کرے۔ عوام کو اپنے ہی ملک میں رزق حلال کمانے کے امکانات میسر ہو جائیں۔